منکرینِ تراویح (غیر مقلدین) کیلئے لمحہ فکریہ

نماز تہجد و تراویح میں فرق

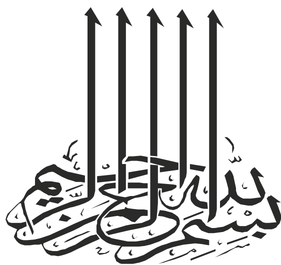
تالیف

استاذ المناظرین

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ

جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان



منکرینِ تراویح (غیر مقلدین) کیلئے لمحہ فکریہ

نمازِ تہجد و تراویح میں فرق

تالیف

استاذ المناظرین
حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا

اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان

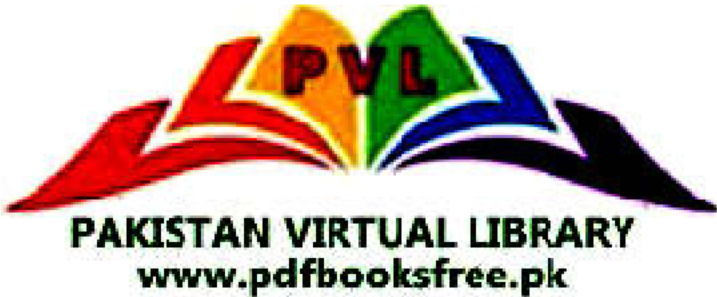
بسم اللہ الرحمن الرحیم

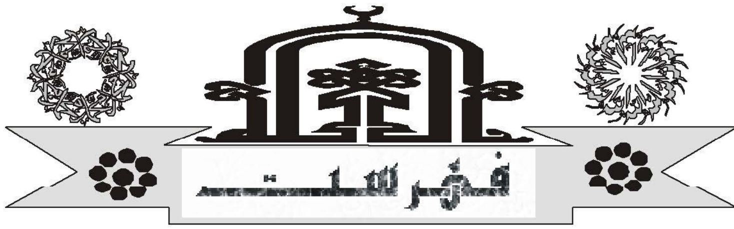
ایک ضروری گزارش!

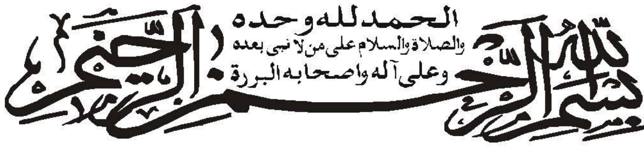
معزز قارئینِ کرام! اس کتاب کو عام قاری کے مطالعہ، اُمتِ مسلمہ کی راہنمائی اور ثوابِ دارین کے خاطر پاکستان ورچوئل لائبریری پر شائع کر رہا ہوں۔ اگر آپ کو میری یہ کاوش پسند آئی ہے یا آپ کو اس کتاب کے مطالعے سے کوئی راہنمائی ملی ہے تو برائے مہربانی میرے اور میرے والدین کی بخشش کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا ضرور کیجئے گا۔ شکریہ

طالبِ دُعا سعید خان

ایڈمن پاکستان ورچوئل لائبریری




فہرست



شاھد اقبال صوم صلوۃ، ذکر وتلاوت کا پابند، نیک سیرت اور نیک صورت نوجوان تھا۔ وہ جب کالج میں پہنچا تو ایک متعصب غیر مقلد پروفیسر نے شاہد کی نیکی اور شرافت کو دیکھ کر اُس کو شکار کرنے کا پختہ عزم کرلیا۔ پروفیسر موصوف نے اُستاد ہونے کے ناطے پہلے تو اِس کو اپنے ساتھ مانوس کیا۔ پھر اِس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور وسوسے ڈالنے شروع کئے۔ رفتہ رفتہ اِس کو اِس لائن پر لگایا کہ تم بہت سمجھدار تعلیم یافتہ ہو اس لئے مولویوں کے پیچھے لگنے کی بجائے دین کی خود تحقیق کرو۔ رمضان شریف قریب تھا۔ اُس نے تراویح کے مسئلہ کی تحقیق شروع کردی۔ اس مسئلہ پر دونوں فریقوں کی تحریر کردہ کتب کا مطالعہ کیا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ شاہد کا نہ بیس تراویح پر یقین رہا نہ آٹھ پر بلکہ اُس کو تراویح ایک مشکوک عبادت محسوس ہونے لگی۔ رمضان شریف اِسی گومگو کشمکش کی کربناک حالت میں گزارا۔ کبھی وہ بیس تراویح پڑھتا کبھی آٹھ اور کبھی آٹھ نہ بیس۔ لیکن پروفیسر صاحب اپنے اِس شاگرد پر بڑے خوش تھے کہ چلو تقلید کے بندھن سے تو نکلا، آگے جو بن جائے اِس کی بلا جانے۔ لیکن شاہد نے اپنے آپ کو اِس اذیتناک حالت سے نکالنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ طریقہ یہ سوچا کہ جید حنفی عالم جو غیر مقلدین کے مذہب پر خوب مطالعہ رکھتا ہو اور قرآن حدیث وفقہ پر بھی کامل دسترس رکھتا ہو سے تحقیق کی جائے۔ اُس سے تحقیق کرکے پھر پروفیسر صاحب سے ملاقات کی جائے۔ چنانچہ شاہد اقبال اتحاد اہل السنّت والجماعت کے ایک محقق عالم کے پاس حاضر ہو کر علیک سلیک کے بعد اپنے سوالات کا یوں آغاز کرتا ہے۔

شاهد اقبال : (محقق عالم سے مخاطب ہوکر) حضرت یہ فرمائیے کہ آٹھ اور بیس تراویح کے اختلاف کی کیا حقیقت ہے؟

محقق عالم : پیارے شاہد: میں اور کچھ کہنے سے پہلے آپ کو دونوں فریقوں کے اصولوں سے آگاہ کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ مسائل کو ثابت کرنے کیلئے احناف کے چار اصول ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع امت (۴) قیاس و اجتہاد (یعنی اصول شرع اور قرآن وحدیث سے لفظی ومعنوی قرائن واشارات کی روشنی میں اپنی اجتہادی رائے سے مسئلہ کو حل کرنا) اور ظاہر ہے کہ اصولِ شریعت اور قرآن وحدیث کے قرائن واشارات کے ساتھ وہی مسئلہ حل کیا جاتا ہے جو قرآن وحدیث میں واضح طور پر موجود نہ ہو، جبکہ غیر مقلدین حضرات کے اصول فقط دو ہیں (۱) قرآن کی صریح آیت (۲) صحیح صریح مرفوع متصل حدیث۔ صریح کا مطلب یہ ہے کہ جس میں اپنی رائے کا ذرہ برابر دخل نہ ہو۔ یہ حضرات کہا کرتے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ذات معصوم ہے اِس کے سوا ہر ایک سے غلطی ہوسکتی ہے۔ ہمارے لئے اِسی کا قول وفعل حجت ہے جس میں غلطی کا امکان نہ ہو اور جس کے قول وفعل میں غلطی کا امکان ہو وہ ہمارے لئے حجت نہیں۔ اسلئے اِن کے نزدیک قرآن وحدیث یعنی وحی حجت ہے، کسی امتی کا قول، فعل اور رائے حجت اور معتبر نہیں۔ بلکہ اُن کے نزدیک پیغمبر پاک ﷺ کی رائے بھی بغیر وحی کے حجت نہیں، اسکی تفصیل ''بارہ مسائل'' حصہ اول میں ملاحظہ کیجئے۔

اب اصل جواب کی طرف آیئے۔ اصل اختلاف آٹھ اور بیس کا نہیں بلکہ نماز تراویح کو ماننے نہ ماننے کا ہے۔ آٹھ تراویح والے لوگ سرے سے نمازِ تراویح کو مانتے ہی نہیں، وہ نمازِ تراویح کے منکر ہیں بیس تراویح والے لوگ نمازِ تراویح کو مانتے ہیں۔

شاهد اقبال : محترم! وہ تراویح کو مانتے ہیں مگر تراویح کی تعداد میں اختلاف کرتے

ہیں اور ہم ہمیشہ یہی سنتے آئے ہیں کہ تراویح کی تعداد میں اختلاف ہے کہ آٹھ ہے یا بیس، ایک فریق آٹھ کا قائل ہے دوسرا بیس کا۔

محقق عالم: شاہد بیٹا! کسی چیز کے انکار کے دو طریقے ہیں ایک صراحتاً انکار کرنا، دوسرا منافقانہ طریقے سے انکار کرنا جس میں ظاہری طور پر اقرار ہوتا ہے عنوان بھی مثبت ہوتا ہے لیکن اِس کی تہہ میں انکار چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے ایک آدمی کہتا ہے کہ فلاں شخص نماز کی پابندی نہیں کرتا، دوسرا آدمی اِسی بات کو یوں کہتا ہے کہ فلاں شخص کبھی کبھی نماز پڑھتا ہے۔ دونوں نے نماز کی پابندی کا انکار کیا ہے لیکن پہلے شخص نے صراحتاً دوسرے نے اشارۃً و کنایۃً کہ اس نے عنوان مثبت رکھا ہے مگر اِس کے ضمن میں اس کے پابند صلوۃ ہونے کا انکار ہے۔ اِسی طرح انہوں نے عنوان مثبت رکھا ہے آٹھ تراویح کا، مگر اِس کے ضمن میں نمازِ تراویح کا انکار پوشیدہ ہے۔

مثال نمبر 1: اِس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ دو آدمی نمازِ عشاء کی رکعات میں اختلاف کرتے ہیں، ایک کہتا ہے کہ عشاء کی فقط تین رکعات ہیں، دوسرا کہتا ہے تین نہیں بلکہ چار رکعات ہیں۔ یہاں بظاہر اختلاف تین اور چار رکعات کا ہے لیکن حقیقت میں عشاء کی تین رکعات بتانے والا نماز عشاء کا منکر ہے اور چار رکعات بتانے والا نماز عشاء کا قائل ہے کیونکہ جب ہر ایک سے اِس کی وضاحت طلب کی گئی تو تین رکعات کے قائل نے کہا کہ اصل میں مغرب اور عشاء ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، غروب آفتاب کے بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اُسی کا نام ہے نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء اور چونکہ مغرب کی تین رکعتیں ہیں تو عشاء کی بھی تین رکعتیں ہونگی۔ اُس کا کہنا ہے کہ عشاء کی نماز کوئی مستقل جدا نماز نہیں بلکہ نماز مغرب کا دوسرا نام نمازِ عشاء ہے اور حدیث پاک میں نمازِ مغرب کیلئے نمازِ عشاء کا لفظ استعمال ہوا ہے، لہٰذا جب مغرب کی تین رکعتیں ہیں تو عشاء کی بھی تین رکعتیں ہونگی۔ اور چار رکعات کا

قائل کہتا ہے کہ مغرب اور عشاء دو مستقل نمازیں ہیں۔ ہر ایک کا وقت، رکعات کی تعداد حتی کہ بعض احکام بھی دوسری نماز سے مختلف ہیں۔ مغرب کی تین رکعتیں ہیں اور عشاء کی چار رکعتیں ہیں۔ مغرب غروب شمس کے بعد اور عشاء غروب شفق کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ جب دونوں کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے اور رکعتوں کی تعداد بھی مختلف ہے تو یہ دونوں نمازیں مستقل ہیں۔ اِس مثال میں غور کریں، بظاہر اِن دونوں کے درمیان تین اور چار رکعات کا اختلاف معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں عشاء کی تین رکعات بتانے والا شخص نماز عشاء کا منکر ہے۔ وہ نماز عشاء کو نماز مغرب سے جدا مستقل نماز نہیں مانتا جبکہ چار رکعات بتانے والا شخص نماز عشاء کو مانتا ہے۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نمازِ مغرب اور نمازِ عشاء دو مستقل جدا جدا نمازیں ہیں۔ اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نمازِ تراویح آٹھ رکعت ہے وہ دراصل نماز تراویح کے منکر ہیں اور جو بیس تراویح کے قائل ہیں وہ نماز تراویح کو ایک مستقل نماز مانتے ہیں کیونکہ جب آٹھ تراویح والوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے اپنے عقیدہ کی وضاحت یہ کی کہ دراصل تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں، گیارہ ماہ جو نماز تہجد کے نام سے پڑھی جاتی ہے رمضان میں اِسی کا نام تراویح ہو جاتا ہے۔ پس نمازِ تراویح نمازِ تہجد سے جدا کوئی مستقل نماز نہیں اور چونکہ تہجد کی رکعات آٹھ ہیں تو تراویح کی بھی رکعات آٹھ ہونگی۔ جبکہ بیس تراویح کے قائلین کا عقیدہ یہ ہے کہ تہجد جدا نماز ہے اور تراویح جدا نماز ہے، یہ دو مستقل نمازیں ہیں۔ اب بظاہر اختلاف یہ ہو رہا ہے کہ تراویح آٹھ ہیں یا بیس لیکن حقیقت یہ ہے کہ آٹھ کے قائلین سرے سے نماز تراویح کے منکر ہیں، وہ اِس کو مستقل نماز نہیں مانتے۔ جبکہ بیس تراویح کے قائلین نماز تراویح کو ایک مستقل نماز مانتے ہیں۔

مثال نمبر 2: یا اِس کو یوں سمجھیں کہ وہ لفظ بولتے ہیں تراویح کا لیکن در پردہ وہ اس سے نماز تہجد مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ رافضی جب کہتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں تو اِن کی

مراد وہ قرآن ہوتا ہے جو اُن کے عقیدے کے مطابق امام مہدی کے پاس غار میں ہے، وہ اس موجودہ قرآن کو نہیں مانتے لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ ہم قرآن کو مانتے ہیں۔

قادیانی جب کلمہ پڑھتے ہیں تو وہ **محمد رسول اللہ** سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے کہتے ہیں کہ ہم **محمد رسول اللہ** کو مانتے ہیں، اسی طرح غیر مقلدین بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم نماز تراویح کو مانتے ہیں مگر وہ اِس سے مراد لیتے ہیں نماز تہجد۔ اور نماز تراویح کے وہ منکر ہیں۔ جبکہ اہلسنت نماز تراویح کو نماز تہجد سے جدا ایک مستقل نماز مانتے ہیں۔

مثال نمبر 3: قرآن کریم میں ہے کہ صحابہ کرامؓ بعض دفعہ حضور ﷺ کو کہتے ''رَاعِنَا'' (ہماری رعایت کیجئے)۔ منافقین بھی یہی کلمہ ''رَاعِنَا'' کہتے تھے مگر وہ مراد لیتے ''اے احمق'' (العیاذ باللہ) جو گالی بن جاتی ہے۔ تقریباً یہی حال غیر مقلدین کا ہے۔ اہل السنّت والجماعت جب نماز تراویح کا لفظ بولتے ہیں تو نماز تہجد سے جدا نماز مراد لیتے ہیں مگر غیر مقلدین نماز تہجد مراد لیتے ہیں جس میں تراویح کا انکار ہے۔

غیر مقلدین کا نظریہ ان کی کتابوں میں

شاھد اقبال: مولانا! کیا اِن کی کتب میں اِس عقیدہ کی صراحت ملتی ہے؟

محقق عالم: جی ہاں اِن کی کتب میں یہ عقیدہ صراحتاً لکھا ہوا موجود ہے۔

ملاحظہ کیجئے۔

1۔ غیر مقلد مولانا نذیر احمد رحمانی اعظمی لکھتے ہیں۔

''تہجد فی رمضان اور تراویح میں کوئی فرق نہیں'' (انوار المصابیح: ص ۸۰)

2۔ غیر مقلد مولانا محمد اسماعیل سلفی لکھتے ہیں۔

''رمضان المبارک میں تراویح وہی نماز ہے جس کا ذکر پہلے تہجد کے نام سے ہوا ہے.....بعض لوگ تراویح اور تہجد کو الگ الگ دو نمازیں سمجھتے ہیں یہ غلط ہے''

(رسول اکرم کی نماز:ص ۹۸)

3۔ غیر مقلد مولانا محمد صادق سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

''نماز تراویح اور تہجد دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں''(صلوٰۃ الرسول:ص ۳۷۸)

4۔ غیر مقلد حکیم عبدالرحمٰن خلیق لکھتے ہیں۔

''قیام اللیل (تہجد) اور نماز تراویح ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں'' (۱۲مسائل:ص ۱۷۱)

5۔ غیر مقلد مولانا محمد خالد سیف لکھتے ہیں۔

''تہجد اور نماز تراویح درحقیقت ایک ہی نماز ہے''(نماز مصطفیٰ:ص ۱۶۹)

6۔ غیر مقلد مولانا خواجہ محمد قاسم لکھتے ہیں۔

''میں یہ سمجھتا ہوں تہجد اور تراویح ایک ہی چیز ہے''(حی علی الصلوٰۃ:ص ۳۳)

7۔ غیر مقلد ڈاکٹر شفیق الرحمان لکھتے ہیں۔

''ماہِ رمضان میں تہجد اور قیامِ رمضان الگ الگ نہیں بلکہ ایک چیز ہے''(نماز نبوی:ص ۲۴۱)

8۔ غیر مقلد حافظ عبدالرحمان لکھتے ہیں۔

''نماز تہجد یا تراویح جو نماز عشاء کے بعد اور فجر سے پہلے درمیانی رات میں پڑھی جاتی ہے اِس کے نام بہت ہیں۔اسے قیام اللیل (رات کا قیام)، وتر (طاق)، نفل، تطوع اور تہجد وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں''(رحمانی نماز کلاں:ص ۱۸۵)

گویا حافظ عبدالرحمان کی تحقیق کے مطابق تراویح، تہجد اور وتر ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔

شاہد اقبال: مولانا! بہت بہت شکریہ۔ آج مجھے اِس اختلاف کی حقیقت سمجھ آئی ورنہ اب تک ہم یہی سمجھتے رہے کہ اہلحدیث لوگ نماز تراویح کو مانتے ہیں، صرف آٹھ اور بیس رکعتوں کا اختلاف ہے۔ یہ تو آج پتہ چلا کہ یہ لوگ سرے سے نماز تراویح کا انکار کرتے ہیں اور وہ بھی اقرار کے پردہ میں جو ایک منافقانہ طریقہ ہے۔ جیسا کہ منافقین کہا کرتے تھے ''نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ''(ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں) حالانکہ وہ آپ ﷺ کی رسالت کے منکر تھے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ ''(بے شک منافقین البتہ جھوٹے ہیں)۔ اہلحدیث بھی بظاہر تاثر یہ دیتے ہیں کہ وہ نماز تراویح کو مانتے ہیں حالانکہ وہ صرف نماز تہجد کو مانتے ہیں اور نماز تراویح کے منکر ہیں۔ وہ لفظ بولتے ہیں نماز تراویح کا مگر اِس سے مراد لیتے ہیں نماز تہجد۔ قادیانیوں کی طرح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے ایک لفظ بول دیتے ہیں مگر مراد کچھ اور لیتے ہیں، یہ بہت خطرناک طریقہ ہے۔

محقق عالم: شاہد بیٹا! میں آپ کی تائید کرتا ہوں کہ صراحتاً انکار کرنے سے منافقت اور تقیہ کے طور پر انکار کرنا بہت بڑا دھوکہ، فریب کاری اور بدترین قسم کا فراڈ ہے اور سب اہل باطل یہی دجل کرتے ہیں۔

شاہد اقبال: مولانا! ایک طرف دعویٰ یہ ہے کہ تہجد اور تراویح دو مستقل جدا نمازیں ہیں۔ دوسری طرف دعویٰ یہ ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز ہے۔ آپ پہلے دعویٰ کے علمبردار ہیں جبکہ پروفیسر صاحب دوسرے دعویٰ کے مدعی ہیں۔ تو آپ اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کرسکتے ہیں؟

محقق عالم: پیارے شاہد! اہل السنّت والجماعت کے اِس دعویٰ پر صرف ایک دلیل ہی نہیں بلکہ الحمدللہ دلائل کا انبار ہے۔ ذرا توجہ کیجئے اور باہوش وگوش ملاحظہ کیجئے

﴿تہجد اور تراویح کے فرق پر دلائل﴾

دلیل نمبر 1: (ماخذِ مشروعیت)

تہجد اور تراویح کی مشروعیت کے ماخذ جدا جدا ہیں۔ تہجد شریعت کے پہلے ماخذ یعنی قرآن کریم سے ثابت ہے (وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ پ۱۴) جبکہ تراویح شریعت کے دوسرے ماخذ یعنی سنت سے ثابت ہے (وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ) اور قیام رمضان یعنی تراویح کا طریقہ میں (محمد ﷺ) نے جاری کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ تراویح قرآن کریم سے ثابت نہیں ہے۔ ایک نماز کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے جبکہ دوسری نماز کی مشروعیت قرآن سے ثابت نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے، تو یہ دو نمازیں ایک کیسے ہوسکتی ہیں؟

دلیل نمبر 2: (مکانِ مشروعیت)

تہجد اور تراویح دونوں کی مشروعیت کی جگہ جدا ہے۔ تہجد مکہ مکرمہ میں مشروع ہوئی ہے جبکہ تراویح مدینہ منورہ میں مشروع ہوئی ہے، تو یہ دونوں نمازیں ایک کیسے۔

دلیل نمبر 3: (زمانہ مشروعیت)

تہجد ہجرت سے پہلے مشروع ہوئی اور تراویح ہجرت کے بعد مشروع ہوئی۔

دلیل نمبر 4: (کیفیتِ مشروعیت)

تہجد پہلے فرض تھی اور ایک عرصہ تک فرض رہی بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔

سعد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں

قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَدِّثِيْنِىْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ فَاِنَّ خُلُقَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَانَ الْقُرْآنَ قَال حَدِّثِيْنِىْ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ قَالَتْ اَلَسْتَ تَقْرَأُ يَاۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قَالَ قُلْتُ بَلٰى قَالَتْ فَاِنَّ اَوَّلَ هٰذِهٖ

نَزَلَتْ فَقَامَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَفَخَتْ اَقْدَامُهُمْ وَحُبِسَ خَاتِمَتُهَا فِي السَّمَاءِ اِثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ نَزَلَ آخِرُهَا فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيْضَةٍ (ابوداؤد: ج۱ص۱۸۹، ۱۹۱باب فی صلوٰۃ اللیل)

سعد: میں نے کہا! اے ام المؤمنین (حضرت عائشہؓ) مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے خُلق کے متعلق بیان کیجئے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا! کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ رسول اللہ ﷺ کا خُلق قرآن ہے۔

سعد: میں نے کہا! اے ام المؤمنین مجھ سے تہجد کے متعلق ارشاد فرمائیے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا! کیا آپ سورۃ يَاۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ نہیں پڑھتے؟

سعد: میں نے عرض کیا! جی ہاں میں سورۃ يَاۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ پڑھتا ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ طیبہ طاہرہ نے ارشاد فرمایا! اس سورۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا (جس میں تہجد کی فرضیت ہے) تو صحابہ کرامؓ اتنی طویل نماز تہجد پڑھتے کہ ان کے پاؤں سوج جاتے اور اِس سورۃ کا آخری حصہ بارہ ماہ تک آسمان میں رکا رہا۔ پھر بارہ ماہ کے بعد اِس کا آخری حصہ نازل ہوا تو تہجد جو پہلے فرض تھی اب نفل میں بدل گئی۔

فائدہ: اِس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ تہجد کی مشروعیت قرآن سے ثابت ہے۔ دوسری یہ کہ تہجد کی مشروعیت مکہ مکرمہ میں ہوئی کیونکہ سورۃ مزمل ہجرت سے قبل مکہ میں نازل ہوئی ہے اور اسی سے تہجد کی مشروعیت ثابت ہے۔ تیسری یہ کہ تہجد پہلے فرض تھی اور ایک سال تک فرض رہی بعد میں سورۃ مزمل کے آخری حصہ کے نازل ہونے کے ساتھ فرضیت منسوخ ہوگئی اور تہجد نفلی نماز بن گئی جبکہ تراویح کبھی بھی فرض نہیں ہوئی ہے۔

دلیل نمبر 5: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرضیت تہجد کا قول)

علماء کے ایک قول کے مطابق تہجد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھی، صرف امت کے حق میں تہجد کی فرضیت منسوخ ہوئی (زرقانی شرح مؤطا امام مالک: ج۱ص۳۱۱) مگر تراویح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض نہ تھی۔

دلیل نمبر 6: (سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ)

تہجد سنت غیر مؤکدہ ہے جیسا کہ ابھی حضرت عائشہؓ کی حدیث میں گذرا کہ تہجد پہلے فرض تھی پھر فرضیت منسوخ ہوکر نفلی نماز بن گئی۔ جبکہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کی معتبر کتاب الروض المربع جو سعودی عرب کے نصاب تعلیم میں داخل ہے اِس کے ص ۶۵ پر لکھا ہے وَالتَّرَاوِیْحُ سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ "تراویح سنت مؤکدہ ہے"۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالْحَاصِلُ اَنَّ الْاَصَحَّ فِیْھَا اَنَّھَا سُنَّۃٌ مُؤَکَّدَۃٌ "صحیح ترین بات یہ ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے" (شرح النقایہ: ج۱ص۳۴۱)۔ ایک نماز سنت غیر مؤکدہ ہے، دوسری سنت مؤکدہ ہے یہ دونوں نمازیں ایک کیسے ہوسکتی ہیں؟ تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے پر مذاہب اربعہ کی درج ذیل کتب ملاحظہ کیجئے۔ البحر الرائق: ج۱ص۱۱۷، حاشیہ فتاویٰ النوازل: ص۹۴، حاشیہ الطحطاوی: ص۴۱۱، رد المحتار: ج۲ص۴۹۳، فتاویٰ تاتار خانیہ: ج۱ص۴۷۵، المھذب: ج۱ص۸۴ حلیۃ العلماء: ج۲ص۱۱۹، الاقناع للشربینی: ج۱ ص۱۱۷، نھایۃ الزین: ج۱ص۱۱۴، الفروع: ج۱ص۴۸۸۔ المغنی لابن قدامۃ: ج۱ص۷۹۷۔ مزید حوالہ جات کیلئے ہماری کتاب "آٹھ اور بیس تراویح کا فیصلہ" ملاحظہ کیجئے۔

دلیل نمبر 7: (جماعت اور غیر جماعت)

تہجد میں اصل یہ ہے کہ بغیر جماعت کے پڑھی جائے مگر تراویح میں جماعت سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ الروضۃ المربع: ص۶۵ میں ہے والتراویح عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً تُفْعَلُ

فِیْ جَمَاعَةٍ مَعَ الْوِتْرِ تراویح بیس رکعات ہے جو وتروں سمیت جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں رَوَی الْحَسَنُ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالسُّنَّةُ فِیْهَا الْجَمَاعَةُ لٰکِنْ عَلٰی وَجْهِ الْکِفَایَةِ حسن نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے (کہ اگر چند لوگ بھی جماعت کے ساتھ تراویح پڑھیں گے تو سب بری الذمہ اور کوئی بھی جماعت کے ساتھ تراویح نہ پڑھے گا تو سب پر ترکِ سنت کا وبال ہوگا)۔ تراویح میں جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ اِس کیلئے ملاحظہ کیجئے۔ شرح النقایہ: ج۱ص۳۴۱، فتاویٰ عالمگیری: ج۱ص۱۲۸ (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)، فتاویٰ النوازل: ص۹۴، مراقی الفلاح مع حاشیہ الطحطاوی: ص۴۱۲، البحرالرائق: ج۱ص۱۱۶

فائدہ : (حدیثِ عائشہؓ) حضرت عائشہؓ کی گیارہ رکعات والی مشہور حدیث جو تہجد کے بارہ میں ہے۔ اس سے چند فرق واضح طور پر سمجھ آتے ہیں۔ اُن سے پہلے وہ حدیث ملاحظہ فرمائیں عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَاکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَةَ رَکْعَةً یُّصَلِّی اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ یُصَلِّی ثَلٰثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ یَاعَائِشَةُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَایَنَامُ قَلْبِیْ (بخاری: ج۱ص۱۵۴، کتاب التہجد: باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ، ابوداؤد: صلوۃ الیل)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (تہجد) کیسے ہوتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پر زیادہ نہ کرتے۔ چار رکعات پڑھتے پس ان کے حسن اور طول کے متعلق کچھ نہ پوچھ۔

پھر آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے پس اُن کے حسن اور طول کے متعلق کچھ نہ پوچھ (یعنی بہت خوبصورت اور طویل ہوتی تھیں) پھر تین رکعات پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں (پھر بغیر جدید وضو کے وتر پڑھتے ہیں)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عائشہؓ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا (یعنی نیند سے میرا وضو نہیں ٹوٹتا اِس لئے جدید وضو نہیں کرتا)

دلیل نمبر 8: (رمضان و غیر رمضان)

تہجد رمضان اور غیر رمضان میں یعنی بارہ ماہ پڑھی جاتی ہے جبکہ تراویح فقط رمضان میں پڑھی جاتی ہے۔ ایک نماز پورا سال پڑھی جاتی ہے دوسری نماز سال میں صرف ایک ماہ (یعنی رمضان میں پڑھی جاتی ہے) یہ دونوں ایک نماز کیسے ہوسکتی ہیں۔ جیسے نمازِ اشراق پورے سال کی نماز ہے جبکہ نمازِ عید سال میں صرف دو مرتبہ پڑھی جاتی ہے تو یہ دو نمازیں جدا جدا ہیں۔ نمازِ ظہر ہر روز پڑھی جاتی ہے نمازِ جمعہ، ہفتہ میں صرف ایک دن یعنی جمعہ کے روز پڑھا جاتا ہے تو ظہر اور جمعہ دو جدا جدا نمازیں ہیں۔ اِسی طرح تہجد سارے سال کی نماز ہے اور تراویح فقط رمضان کی نماز ہے۔ لہٰذا یہ بھی دو جدا جدا نمازیں ہونگی۔

دلیل نمبر 9: (چار رکعت اور دو رکعت)

حدیث عائشہؓ کے مطابق آپ ﷺ چار چار رکعات اور تین وتر پڑھتے جبکہ تراویح میں دو دو رکعات پڑھنا مسنون ہے۔ فقہ حنبلی کی معتبر کتاب الروضۃ المربع کے صفحہ ۶۵ پر ہے تُفْعَلُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ بیس تراویح دو، دو رکعات کر کے پڑھی جاتی ہیں۔ اس پر مزید حوالہ جات مذاہب اربعہ کے بیان میں ملاحظہ کیجئے۔

دلیل نمبر 10: (نیند کا وقفہ)

حدیث عائشہؓ سے نبی پاک ﷺ کا تہجد اور وتروں کے درمیان سونا ثابت ہے مگر

تراویح اور وتروں کے درمیان سونا ثابت نہیں کیونکہ حدیث میں ہے اِذَادَخَلَ رَمَضَانُ لَمْ یَأْتِ فِرَاشَهٗ یعنی جب ماہ رمضان شروع ہو جاتا تو آپ ﷺ رمضان گزرنے تک بستر پر قدم نہ رکھتے۔ نمازِ تہجد میں نوافلِ تہجد اور وتروں کے درمیان سونا ثابت مگر تراویح اور وتروں کے درمیان سونا ثابت نہیں تو یہ دو نمازیں ایک کیسے؟

دلیل نمبر 11: (حدیث من قام)

تراویح والی حدیث مَنْ قَامَ رَمَضَانَ ... الخ کو کسی محدث نے تہجد کے باب میں ذکر نہیں کیا۔ اگر تراویح اور تہجد ایک نماز ہوتی تو فضیلتِ تراویح کی اِس حدیث کو تہجد کے باب میں بھی ذکر کیا جاتا۔ حالانکہ اِس حدیث کو تراویح کے باب میں ذکر کیا جاتا ہے، تہجد کے باب میں ذکر نہیں کیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں جدا ہیں۔

دلیل نمبر 12: (ترغیبِ جماعت)

تہجد باجماعت کی تعریف و ترغیب آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں لیکن تراویح کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی تعریف وترغیب رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِذَا نَاسٌ فِیْ رَمَضَانَ يُصَلُّوْنَ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا هٰؤُلَاءِ قِيْلَ هٰؤُ لَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَاُبَیٌّ بْنُ كَعْبٍ يُصَلِّیْ بِهِمْ فَهُمْ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابُوْا اَوْنِعْمَ مَا صَنَعُوْا

(قیام رمضان للمروزی: ص ۱۵۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حجرہ) سے نکلے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ماہ رمضان میں کچھ لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے

پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا گیا! یہ ایسے لوگ ہیں کہ قرآن اِن کو یاد نہیں اور ابی بن کعبؓ اِن کو نماز پڑھا رہے ہیں اور وہ لوگ ابی بن کعبؓ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا! انہوں نے درست کیا۔ یا یوں فرمایا انہوں نے اچھا کام کیا ہے۔

دلیل نمبر 13: (اہتمام جماعت کثیرہ)

نمازِ تہجد میں جماعت کثیرہ کو شامل کرنے کا اہتمام آپ ﷺ سے ثابت نہیں لیکن نمازِ تراویح کو جماعت کثیرہ کے ساتھ ادا کرنے کا اہتمام آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اِس سلسلہ میں دو حدیثیں ملاحظہ کیجئے۔

1۔ عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ اَوْزَاعاً..... الخ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ رمضان شریف کی ایک رات مسجد نبوی میں متفرق جماعتیں بنا کر نماز پڑھ رہے تھے۔ جن لوگوں کو قرآن کا کچھ حصہ یاد تھا وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ کسی کے ساتھ پانچ آدمی ہیں کسی کے ساتھ چھ ہیں اور کسی کے پیچھے اِس سے کم اور کسی کے پیچھے اس سے بھی زیادہ اور وہ اِن قرآن خواں لوگوں کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مجھے حکم دیا کہ میں حجرہ کے دروازے پر چٹائی لٹکا دوں۔ چنانچہ میں نے چٹائی لٹکا دی۔ پس رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد حجرہ سے باہر تشریف لائے اُس وقت مسجد میں جتنے لوگ موجود تھے سب آپ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اُن کو رات کے وقت دیر تک نماز پڑھائی

(قیام رمضان للمروزی: ص۱۵۳)

2۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **صمنا مَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ... الخ** ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان میں

روزے رکھے آپ ﷺ نے ہمیں تراویح نہ پڑھائی حتیٰ کہ جب سات راتیں باقی رہ گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ۲۳،۲۵ اور ۲۷ کی رات کو نماز پڑھائی، پھر ۲۷ کی رات کو اپنے گھر والوں کو جمع کیا، اور لوگ بھی جمع ہو گئے اور آپ ﷺ نے طویل نماز پڑھائی۔ (اسی وجہ سے بعد میں خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس تراویح با جماعت کا مستقلاً اہتمام کیا اور اس سنت کو دائمی طور پر جاری کیا جو آج تک جاری ہے)

دلیل نمبر 14: (ساری رات قیام)

تہجد میں ساری رات قیام کرنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں لَا اَعْلَمُ نَبِیَّ اللّٰہِ قَامَ لَیْلَۃً حَتَّی الصَّبَاحِ غَیْرَ رَمَضَانَ (نسائی: ج۱ص۳۲۱) مجھے علم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے علاوہ دوسری کسی رات کو صبح تک ساری رات قیام فرمایا ہو۔ اسی طرح سعد بن ھشام کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا لَا اَعْلَمُ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی لَیْلَۃً اِلَی الصُّبْحِ غَیْرَ رَمَضَانَ فَانْطَلَقْتُ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُہٗ حَدِیْثَھَا فَقَالَ صَدَقَتْ (قیام اللیل للمروزی: ص۸۵)

میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ نہیں جانتی کہ آپ ﷺ نے کسی ایک رات میں بھی صبح تک ساری رات نماز پڑھی ہو سوائے رمضان کے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پاس جا کر یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا حضرت عائشہؓ سچ کہتی ہیں۔

قرآن کریم میں حضور ﷺ کی تہجد کے متعلق ہے اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَہٗ وَثُلُثَہٗ وَطَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ بے شک تیرا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں کی ایک جماعت (نماز تہجد میں) کبھی رات کی دو تہائی کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی قیام کرتی ہے۔ امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ یہ آیت لکھ کر فرماتے ہیں فَھٰذَا نَوْمٌ وَقِیَامٌ یہ نیند بھی ہے اور قیام بھی ہے (قیام اللیل: ص۲۰) جبکہ آپ ﷺ رمضان

میں ساری رات قیام فرماتے حتّٰی کہ کمر بستر کے ساتھ نہ لگاتے جب نماز تہجد اور نماز تراویح میں معمول جدا جدا ہے کہ تراویح میں ساری رات صبح تک قیام فرماتے اور تہجد میں کبھی بھی صبح تک ساری رات قیام نہیں کیا تو یہ دو نمازیں ایک کیسے ہوگئیں؟

دلیل نمبر 15: (پورا قرآن کریم ختم کرنا)

تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ پورا قرآن کریم ختم کرنا خلفاء راشدین کی سنت ہے جبکہ تہجد میں قرأۃ کی کوئی مقدار متعین نہیں۔قرآن کریم میں ہے فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (نماز تہجد میں) قرآن سے جو آسان ہو وہ پڑھو۔

دلیل نمبر 16: (تعین رکعات)

نماز تہجد کی رکعات متعین نہیں بلکہ وقت کی گنجائش اور اپنی ہمت کے مطابق وتروں کے علاوہ دو رکعت سے دس رکعت تک پڑھ سکتے ہیں یعنی ۲۔۴۔۶۔۸۔۱۰۔مگر تراویح کی تعداد فریقین کے نزدیک متعین ہے ۲۰ یا ۸۔اہل السنّت والجماعت کے نزدیک بیس رکعات ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک آٹھ ہیں۔

دلیل نمبر 17: (وتروں کی جماعت)

تراویح کے بعد وتروں کا جماعت کے ساتھ پڑھنا خلفائے راشدین کی سنت ہے جبکہ تہجد کے بعد وتروں کی جماعت کا سنت ہونا ثابت نہیں۔

دلیل نمبر 18: (شعائر اسلام)

نماز تراویح شعائرِ اسلام میں سے ہے (نیل الاوطار: ج۲ص۲۹۵، الدیباج: ج۲ ص۳۸۵، شرح ابوداؤد للعینی رحمۃ اللہ علیہ ص۲۷۵، شرح سیوطی علیٰ مسلم: ج۲ص۳۸۵، شرح نووی علیٰ مسلم: ج۳ص۱۰۱، ۱۲۸، ۱۳۲، مرقاۃ المفاتیح: ج۴ص۳۱۴، ۳۱۶، احیاء علوم

الدین: ج۱ ص۳۹۰) المبدع شرح المقنع (ج۲ص۱۹۔فقہ حنبلی) میں ہے وَهِيَ سُنَّةٌ سَنَّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَتْ مُحْدَثَةٌ لِعُمَرَ وَهِيَ مِنْ اَعْلَامِ الدِّيْنَ الظَّاهِرَةِ اور تراویح سنت ہے جسکو خود نبی پاک ﷺ نے جاری کیا ہے اور یہ حضرت عمرؓ کی جاری کردہ سنت نہیں ہے اور یہ دین کی علاماتِ ظاہرہ میں سے ہے جبکہ تہجد شعارِ اسلام میں سے نہیں ہے۔

دلیل نمبر 19: (وقت جدا جدا)

پانچ فرض نمازیں پانچ اِس لئے بنی ہیں کہ ہر نماز کا وقت دوسری نماز سے جدا ہے۔ چنانچہ فقہاء اور محدثین حضرات نے ہر نماز کا وقت جدا جدا تحریر کیا ہے۔ اسی طرح تہجد اور اشراق دو جدا جدا نمازیں اِس لئے ہیں کہ ہر ایک کا وقت دوسری نماز سے جدا ہے۔ نماز تہجد کا وقت نصف رات کے بعد سے طلوعِ فجر تک ہے اور نمازِ اشراق کا وقت طلوعِ شمس کے بعد ہے۔ معلوم ہوا کہ وقت کا جدا جدا ہونا نمازوں کے جدا ہونے کی دلیل ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ تراویح اور تہجد کا وقت ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ ہے؟ چونکہ اِن دونوں نمازوں کا وقت جدا جدا ہے اِس لئے یہ دونوں نمازیں بھی جدا جدا ہونگی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نماز تہجد کا وقت نصف رات کے بعد ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ اَوَّلَهُ وَيَقُوْمُ آخِرَهُ (بخاری: ج۱ص۱۵۴) رسول اللہ ﷺ اول شب میں نیند کرتے اور رات کے اخیر میں تہجد پڑھتے۔ غیر مقلدین علماء نے بھی اِس بات کو تسلیم کیا ہے کہ نماز تہجد اور نماز تراویح کا وقت جدا جدا ہے۔ فتاویٰ علماء حدیث میں ہے تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد اول رات کا ہے اور تہجد کا آخر رات کا۔ (ج۶ص۲۵۱) نیز فرماتے جو شخص رمضان میں عشاء کے وقت نماز تراویح پڑھ لے وہ آخر وقت میں تہجد پڑھ سکتا ہے۔ تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے، اول شب میں تہجد نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ علماء حدیث: ج۶ص۳۳۱)

نیز فرماتے ہیں اگر تراویح پہلے وقت میں پڑھے تو صرف تراویح ہے پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائم مقام ہوتی ہے۔(فتاویٰ علماء حدیث: ج٦ص ٢٢٩)

دلیل نمبر 20: (نام جدا جدا)

پانچ فرض نمازیں، اسی طرح نمازِ اشراق، اوابین، نمازِ تہجد وغیرہ کے جدا جدا نام اِس بات کی دلیل ہے کہ یہ نمازیں بھی جدا جدا ہیں۔سو جب اِن دو نمازوں کے نام جدا جدا ہیں، ایک کا نام نمازِ تراویح ہے دوسری کا نام نمازِ تہجد ہے، ایک کا نام قیامِ رمضان دوسری کا قیام اللیل ہے تو یہ دو نمازیں بھی جدا جدا ہونگی۔

دلیل نمبر 21: (باب جدا جدا)

محدثین حضرات نے تہجد اور تراویح کے جدا جدا باب قائم کئے ہیں جو ان کے الگ الگ نماز ہونے کی دلیل ہے اور اگر یہ دونوں نمازیں ایک ہیں تو ہر ایک کے جدا باب قائم کرنے کی کیا ضرورت؟ کتب حدیث میں دونوں نمازوں کے جدا جدا باب بحوالہ ملاحظہ کیجئے۔

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح بخاری	باب فضل قیام اللیل: ج١ص ١٥١	باب فضل من قام رمضان: ج١ص ٢٦٩
صحیح مسلم	باب صلوۃ اللیل: ج١ص ٢٥٣	باب الترغیب فی قیام رمضان و ہو التراویح: ج١ص ٢٥٩
سنن ابی داؤد	باب فی صلوۃ اللیل: ج١ص ١٨٨	باب قیام شہر رمضان: ج١ص ١٩٦
سنن ترمذی	باب فی فضل صلوۃ اللیل: ج١ص ٩٨	باب ما جاء فی قیام شہر رمضان ج١ص ١٦٦

سنن نسائی	کتاب قیام اللیل: ج اص ۲۳۷	ثواب من قام رمضان وصام...الخ ج اص ۳۰۷
سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی قیام اللیل: ص ۹۴	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان: ص ۹۴
موطأ امام مالک	باب فی صلوٰۃ اللیل: ص ۹۹	باب فی قیام رمضان: ص ۹۷
موطأ امام محمد	باب صلوٰۃ اللیل: ص ۱۱۹	باب قیام شہر رمضان: ص ۱۴۱
مشکوٰۃ شریف	باب صلوٰۃ اللیل: ج اص ۱۰۵	باب قیام شہر رمضان: ج اص ۱۱۴
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل: ص ۳۶۲	باب استحباب قیام رمضان وہو التراویح: ص ۳۶۷
صحیح ابن حبان	فصل فی قیام اللیل: ج ۵ص ۱۱۲	فصل فی التراویح: ج ۵ص ۱۰۷
مجمع الزوائد	باب فی صلوٰۃ اللیل: ج ۲ص ۵۱۹	باب قیام رمضان: ج ۳ص ۴۰۱
سنن کبریٰ امام بیہقی	باب فی قیام اللیل: ج ۲ص ۴۹۹	باب فی قیام شہر رمضان: ج ۲ص ۴۹۱
جمع الفوائد	صلوٰۃ اللیل: ج اص ۲۰۳	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک ج اص ۲۰۶
مختصر قیام اللیل للمروزی	قیام اللیل: ص ۲ تا ص ۱۴۹	قیام رمضان: ص ۱۵۰ تا ۱۷۸
بلوغ المرام	صلوٰۃ التطوع: ص ۸۳	قیام رمضان: ص ۱۵۲

محدثین حضرات کے تہجد اور تراویح کے علیحدہ علیحدہ باب قائم کرنے سے معلوم ہوا کہ اِن حضرات کے نزدیک بھی تہجد اور تراویح دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں ورنہ اُن کے الگ الگ باب قائم نہ کرتے۔

دلیل نمبر 22: (رمضان کی شرط)

عہد نبوی میں رمضان کا چاند نظر نہ آیا فَاَرَادُوْا اَنْ لَّا یَصُوْمُوْا وَلَا یَقُوْمُوْا تو انہوں نے روزہ نہ رکھنے اور قیام نہ کرنے (یعنی تراویح نہ پڑھنے) کا ارادہ کر لیا۔ اچانک وادی حرہ سے ایک اَعْرَابِیْ (دیہاتی آدمی) نے حاضرِ خدمت ہو کر چاند دیکھنے کی شہادت دی۔ چنانچہ اُس کے ایمان و اعتقاد کی تصدیق کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کے حکم پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا اَنْ یَّصُوْمُوْا وَاَنْ یَّقُوْمُوْا لوگو روزہ رکھو اور تراویح پڑھو۔

(دار قطنی: ج۲ ص۱۵۹)۔

معلوم ہوا کہ نماز تراویح ماہِ رمضان کے چاند نظر آنے کے ساتھ مشروط ہے جبکہ تہجد ہلالِ رمضان کے ساتھ مشروط نہیں، وہ سارا سال پڑھی جاتی ہے۔

دلیل نمبر 23: (مسجد میں جماعت)

علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں تراویح اور تہجد کے درمیان وقت اور کیفیت کے اعتبار سے فرق تھا۔ اَلتَّرَاوِیْحُ تَکُوْنُ بِالْجَمَاعَۃِ فِی الْمَسْجِدِ بِخَلَافِ التَّھَجُّدِ تراویح مسجد میں جماعت کے ساتھ ہوتی تھی جبکہ تہجد اِس طرح نہ تھی وَاِنَّ الشُّرُوْعَ فِی التَّرَاوِیْحِ یَکُوْنُ فِیْ اَوَّلِ اللَّیْلِ وَفِی التَّھَجُّدِ فِیْ آخِرِ اللَّیْلِ تراویح رات کے اول حصہ میں شروع کرتے جبکہ تہجد رات کے آخری حصہ میں پڑھی جاتی (العرف الشذی: ص۱۶۶)

دلیل نمبر 24: (تہجد بعد از نوم)

تراویح نماز عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے جبکہ تہجد نیند سے اُٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں وَالتَّھَجُّدُ بَعْدَ النَّوْمِ (تفسیر ابن عباس:ص۱۸۱) اور تہجد نیند کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

مسجد چینیاں والی کے غیر مقلد خطیب مولوی عبداللہ چکڑالوی نے نماز تراویح کا انکار کیا اس پر انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ''البیان الفصیح لاثبات کراھۃ التراویح'' موصوف چکڑالوی صاحب نے انکار تراویح کی بنیاد اسی نکتہ پر رکھی کہ تراویح اور تہجد دونوں ایک نماز ہیں ، الگ الگ نماز نہیں ہیں۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے چکڑالوی صاحب کے عقیدے کا پہلے خلاصہ لکھا پھر اِس کی تردید کی ۔ چنانچہ شیخ الاسلام موصوف نے چکڑالوی کے مذہب کا خلاصہ یہ لکھا ہے کہ پہلے وقت کی نماز تراویح اور پچھلے وقت کی نماز تہجد ایک ہی ہیں دو نہیں یہی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہے تہجد کی نماز ہے اور کوئی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اِس دعویٰ پر دلیل کوئی نہیں بلکہ اِس کے خلاف دلیل موجود ہے کیونکہ تہجد کے معنی نیند سے اُٹھ کر نماز پڑھنا۔ قاموس میں ہے تہجد استیقظ (تہجد کے معنی ہیں وہ جاگ گیا) حضرت عائشہؓ کی حدیث سے جو اوپر درج ہے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ اول شب کی نماز اور آخر شب کی نماز ایک ہے (اہلحدیث کا مذہب:ص۶۹)

دلیل نمبر 25: (قیام اللیل اور قیام رمضان)

تہجد کا دوسرا نام قیام اللیل ہے اور تراویح کا نام قیام رمضان ہے۔ اور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان نے کہا ہے کہ قیام اللیل اور قیام رمضان دو جدا جدا نمازیں ہیں۔ چنانچہ موصوف لکھتے ہیں۔ وَاَمَّا قِیَامُ اللَّیْلِ فَھُوَ غَیْرُ قِیَامِ رَمَضَانَ (نزل الابرار بالعلم الماثور من الادعیۃ والاذکار:ص۳۰۲) قیام اللیل (یعنی تہجد) قیام رمضان (تراویح) کا غیر ہے۔

رمضان میں تراویح اور تہجد کا ثبوت

ماہِ رمضان میں تراویح پڑھنے کے بعد اخیر رات میں جدا تہجد کا پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ تراویح اور تہجد دو نمازیں جدا جدا ہیں اور اگر یہ دونوں نمازیں ایک ہیں تو پھر تراویح پڑھنے کے ساتھ تہجد بھی پڑھی گئی، دوبارہ اخیر رات میں تہجد پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟

کیونکہ نماز فرض ہو یا سنت ایک وقت میں دو دفعہ نہیں پڑھی جاتی۔ ظہر کے وقت ظہر ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے، دو مرتبہ نہیں پڑھی جاتی۔ نماز اشراق، اشراق کے وقت میں ایک دفعہ پڑھی جاتی ہے دو دفعہ نہیں پڑھی جاتی۔ تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ جب رات کو عشاء کے بعد اول وقت میں تراویح پڑھی گئی تو غیر مقلدین کے نظریہ کے 1/26 مطابق تہجد بھی پڑھی گئی۔ اب رات کے اخیر میں دوبارہ تہجد پڑھنے کی کیا ضرورت ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ دو نمازیں جدا جدا ہیں، اِسلئے تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کے جتنے دلائل پیش ہونگے وہ سب تراویح و تہجد کے دو علیحدہ علیحدہ نمازیں ہونے کے دلائل ہیں۔

دلیل نمبر:

حدیث عائشہؓ مَاکَانَ یَزِیْدُ جو پیچھے متن اور ترجمہ سمیت لکھی جا چکی ہے، اس حدیث عائشہؓ میں رمضان المبارک کی تہجد کے متعلق سوال ہے کیونکہ ابو سلمہؓ کو شبہ ہوا کہ شاید رمضان میں نبی کریم ﷺ تہجد کی رکعتیں زیادہ کر دیتے ہونگے، اس لیے سوال کیا۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کی تہجد کی رکعات رمضان اور غیر رمضان میں برابر ہوتی تھیں اور ساتھ ساتھ نماز کی کیفیت بھی بتا دی۔ خود اِس حدیث میں چند قرائن ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال و جواب تہجد کے متعلق تھا تراویح کے متعلق نہ تھا (ا) رمضان اور غیر

رمضان میں نمازِ تہجد پڑھی جاتی ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے (۲) آپ ﷺ چار چار رکعات پڑھتے جبکہ تراویح دو دو رکعات پڑھنا مسنون ہے (۳) آپ ﷺ وتروں سے پہلے سو جاتے جبکہ تراویح اور وتروں کے درمیان سونا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ابوسلمہؓ کا سوال رمضان میں نماز تہجد کے متعلق تھا۔ اسی لئے حضرت عائشہؓ نے بھی جواب میں نمازِ تہجد ہی کا ذکر فرمایا ہے (۴) یہ بھی احادیث مبارکہ میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ باقی مہینوں سے ماہ رمضان میں عبادت زیادہ کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَكَثُرَتْ صَلَاتُهٗ وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ وَاَشْفَقَ مِنْهُ (شعب الایمان للبیہقی: ج ۳ ص ۳۱۰، الترغیب لابی القاسم: ج ۲ ص ۳۶۳، کنز العمال: حدیث نمبر ۱۸۰۶) جب رمضان شروع ہوتا تو نبی کریم ﷺ کا رنگ بدل جاتا، نماز زیادہ ہو جاتی، دعا میں عاجزی بڑھ جاتی اور خوفِ خدا زیادہ ہو جاتا۔ ایک روایت میں ہے اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهٗ حَتّٰى يَنْسَلِخَ (صحیح ابن خزیمہ: ج ۳ ص ۳۴۲، شعب الایمان للبیہقی: ج ۳ ص ۳۱۰، زجاجۃ المصابیح: ج ۱ ص ۳۶۲) جب رمضان مبارک داخل ہوتا تو نبی کریم ﷺ اپنا تہبند مضبوط کر لیتے اور ماہ رمضان گزرنے تک اپنے بستر پر نہ آتے اور جب ماہ مبارک کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو آپ ﷺ کی عبادت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهٖ (صحیح مسلم: ج ۱ ص ۳۷۲) نبی کریم ﷺ آخری عشرہ میں (عبادت میں) جتنی کوشش کرتے اتنی دوسرے دنوں میں نہ کرتے۔ ایک اور روایت میں ہے اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ (بخاری: ج ۱ ص ۲۷۱، مسلم: ج ۱ ص ۳۷۲) جب آخری عشرہ آتا تو آپ ﷺ اپنا تہبند مضبوط کر لیتے اور ساری رات عبادت کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی

جگاتے۔ اِن روایات میں کثرتِ عبادت سے رکعتوں کی تعداداور کیفیت دونوں کے اعتبار سے زیادتی مراد ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں آپ ﷺ رمضان میں دوسرے مہینوں کی نسبت زیادہ نماز پڑھتے باعتبار رکعت کے بھی اور باعتبار خشوع کے بھی (فتاویٰ عزیزیہ:ص۴۵۰) اور غیر مقلد نواب صدیق حسین خان فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں (رمضان کی اضافی) رکعات کی تعین نہیں آئی البتہ حدیث **یَجْتَهِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا یَجْتَهِدُ فِیْ غَیْرِهٖ** سے معلوم ہوتا ہے **اِنَّ عَدَدَهٗ کَانَ کَثِیْرًا** یعنی رکعات کی تعداد زیادہ ہوتی تھی (الانتقاد الرجیح:ص۶۱)۔ اگر حضرت عائشہؓ کی گیارہ رکعات والی حدیث کا محمل ومصداق تراویح کو بنایا جائے اور نظریہ بھی یہ ہو کہ تراویح اور تہجد ایک نماز ہے تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی رمضان اور غیر رمضان کی نماز برابر ہوتی تھی یعنی صرف گیارہ رکعات پڑھتے تھے، اس سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور یہ بات کثرتِ عبادت والی مذکورہ بالا احادیث کے خلاف ہے اِس لئے یہ درست نہیں۔ اور اگر حدیث عائشہؓ کا محمل نماز تہجد ہو اور تراویح وتہجد جدا جدا نماز ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں 2/27 نمازِ تہجد گیارہ رکعات پڑھتے تھے مگر رمضان میں تہجد کے علاوہ نمازِ تراویح کی رکعات کا اضافہ بھی ہوجاتا۔ رمضان میں کثرتِ عبادت والی احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے۔ اِس لحاظ سے حدیث عائشہؓ کا محمل نمازِ تہجد ہے یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان میں نماز تراویح کے علاوہ نمازِ تہجد بھی گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:

حضرت عائشہؓ کی حدیث بطریق ابوسلمہؓ جو گیارہ رکعات تہجد کے بارے میں ہے اس میں ہے کہ ابوسلمہؓ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا **کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ**

صلی اللہ علیہ وسلم فِـیْ رَمَـضَـانَ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کیسے ہوتی تھی)اس کی علامہ بیجوری شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کَیْفَ کَـانَـتْ صَـلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰـهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِـیْ رَمَـضَـانَ اَیْ فِـیْ لَـیَـالِـیْـهِ وَقْـتَ التَّـهَـجُّـدِ زِیَـادَۃً عَلٰی مَا صَلَّاہُ بَعْدَ الْعِشَاءِ مِنَ التَّرَاوِیْحِ ۔(المواہب اللد نیہ حاشیہ علی الشمائل المحمد یہ:ص۱۴۳)یعنی ابوسلمہ کا مقصد یہ تھا نمازِعشاء کے بعد جونمازِ تراویح پڑھی جاتی ہے اس سے زائد نماز جوتہجد کے وقت میں پڑھی جاتی ہے وہ کیسے تھی؟ جواب میں حضرت عائشہؓ نے تراویح کے علاوہ تہجد کا انکار نہیں کیا، نہ یہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد اول وقت میں جوتراویح پڑھتے تھے وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد تھی بلکہ حضرت عائشہؓ نے تہجد کے وقت کی نمازِ تہجد کی رکعات کی تعداد اور کیفیت بتادی کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر رمضان میں تہجد گیارہ رکعات پڑھتے تھے رمضان میں بھی تہجد گیارہ رکعات ہی پڑھتے تھے،اس کیفیت کے ساتھ کہ چار چار رکعات پڑھتے جوخوبصورت اور طویل ہوتی تھیں،اس کے بعد رمضان اور غیر رمضان میں تین وتر پڑھتے۔

علامہ بیجوری کی صراحت وتحقیق کے مطابق ابوسلمہؓ کا یہ سوال اور حضرت عائشہ کا جواب تراویح کے متعلق نہ تھا بلکہ تراویح سے زائد نماز جوتہجد کے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس کے متعلق ہے اور وہ نمازتہجد ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں تراویح کے 3/28 علاوہ تہجد کے وقت میں نمازتہجد بھی پڑھتے تھے۔اوراگرکبھی تراویح کو ہی اخیر رات تک طول دے دیا تو پھر نصف رات کے بعد والی رکعات میں تراویح کے علاوہ تہجد کی جدا نیت کر لیتے ہوں گے،تو دونوں نمازوں کی نیت کی وجہ سے دونوں کی فضیلت وثواب حاصل ہوجاتا۔

دلیل نمبر:

مالابدمنہ کے حاشیہ میں ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''وآنچہ مروی

شدہ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعتہ مراد ازاں نماز تہجد است رمضان وغیرہ برابر بود وآں را صلوۃ اللیل می گفتند اما تراویح غیر آنست کہ در عرف شان بقیام رمضان مسمی بود'' (مالا بدمنہ ص ۸۷ حاشیہ نمبر ۳)

اور جو کچھ حضرت عائشہؓ کی گیارہ رکعات والی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ رمضان وغیرِ رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے، اس سے نمازِ تہجد مراد ہے کہ وہ رمضان وغیرِ رمضان میں برابر ہوتی ہے۔ اس کو صلوۃ اللیل بھی کہا جاتا ہے لیکن نماز تراویح وہ نمازِ تہجد کا 4/29 غیر ہے۔ عرف میں اس کو قیامِ رمضان کا نام دیا جاتا ہے۔

پس شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حدیثِ عائشہؓ میں نمازِ تہجد مراد ہے جو نمازِ تراویح کے علاوہ ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ نمازِ تراویح کے علاوہ نمازِ تہجد گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری: ج ا ص ۱۵۴ پر باب قائم کیا ہے **باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان و غیرہ**۔ دلیل نمبر ۲۵ میں ابھی گذرا ہے ''قیام اللیل'' نماز تہجد کا نام ہے۔ اِس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ رمضان اور غیر رمضان میں قیام اللیل کا عنوان قائم کر کے اشارہ کیا ہے کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ تہجد بھی پڑھی جائے۔ نیز امام بخاری رحمہ اللہ حضرت عائشہؓ کی اِس حدیث کو تہجد کے باب میں لا کر اشارہ کیا ہے کہ اِس حدیث کا تعلق نماز تہجد کے ساتھ ہے پھر قیام رمضان کے باب میں دوبارہ لا کر اشارہ کیا ہے کہ رمضان میں صرف تراویح پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ تراویح اور تہجد دونوں نمازیں پڑھی جائیں تا کہ دونوں کی فضیلت اور دونوں کا ثواب حاصل کیا جائے۔ نیز امام محمد رحمہ اللہ نے بھی حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا حدیث کو قیام رمضان کے باب میں ذکر کر کے اِس طرف

متوجہ کیا ہے کہ رمضان میں تراویح کے علاوہ تہجد بھی پڑھی جائے لیکن قادیانیوں اور غیر مقلدین نے ''تراویح اور تہجد ایک نماز'' کا نظریہ ایجاد کر کے کتنے مسلمانوں کو رمضان المبارک جیسے عظیم مہینہ میں تہجد جیسی عظیم عبادت سے محروم کردیا ہے۔

دلیل نمبر:

اِس دلیل کی وضاحت سے پہلے حضور ﷺ کی ۱۳ رکعات تہجد کی روایات ملاحظہ فرمائیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ کَانَ صَلٰوۃُ النَّبِیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یَعْنِیْ بِاللَّیْلِ (بخاری: ج۱ ص۱۵۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نمازِ تہجد ۱۳ رکعات تھی۔ بخاری میں یہ روایت مختصر ہے لیکن محدث محمد بن نصر مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حدیث کو تفصیلاً نقل کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے باپ حضرت عباسؓ نے مجھے نماز عشاء کے بعد اپنے ایک کام کیلئے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے کہا اَیْ بُنَیَّ بِتْ عِنْدَنَا ھٰذِہِ اللَّیْلَۃَ اے پیارے بیٹے یہ رات ہمارے پاس گزارو۔ اوراُس رات رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہؓ کے گھر میں تھے۔ چنانچہ میں نے یہ رات رسول اللہ ﷺ اور اپنی خالہ میمونہؓ کے ہاں گزاری۔ حضور ﷺ اور حضرت میمونہؓ تو اپنے تکیہ پر سو گئے جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا اور میں اُن کے سر کی جانب تکیہ کے پاس عرضاً سو گیا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو اُٹھے تو آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی پھر یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے پانچ آیات تک۔ پھر آپ لیٹ گئے۔ کچھ دیر لیٹنے کے بعد دوبارہ اُٹھے اور آسمان کی طرف نگاہ کر کے یہی آیات تلاوت فرمائیں۔ پھر اپنے لٹکائے ہوئے مشکیزہ سے برتن میں پانی لیا اور کامل طریقہ سے

وضو کیا۔ پھر اپنی حَضرِمیُ چادراوڑھی، چادراوڑھ کر کمرے میں داخل ہوئے اور کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں بھی اُٹھا مشکیزے سے پانی لیا اور جیسے میں نے آپ ﷺ کو وضو کرتے دیکھا اُسی طرح وضو کیا پھر میں بھی کمرے میں گیا اور حضور ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سے گھما کر اپنی دائیں طرف کھڑا کیا، آپ ﷺ نے مجھے مانوس کرنے کیلئے اپنا دائیاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان کو مروڑا پھر اِس کو مسلا۔

ثُمَّ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً مِنَ اللَّیْلِ

پھر رسول اللہ ﷺ نے ۱۳ رکعات نماز پڑھی (مختصر قیام اللیل للامام: ص ۸۲،۸۳)

فائدہ نمبر 1:

(۱) مذکورہ بالا حدیث میں ۱۳ رکعات نماز تہجد اور وتروں کا جو ذکر ہے وہ ماہِ رمضان کے علاوہ ہے کیونکہ ماہِ رمضان میں تو نبی کریم ﷺ بستر کے ساتھ کمر نہ لگاتے تھے جب کہ اِس حدیث میں بیوی کے ساتھ ایک ہی تکیہ پر سونے کا ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ رمضان کے علاوہ نماز تہجد پڑھنے کا بیان ہے۔

(۲) عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُھَنِیِّؓ اَنَّہٗ قَالَ لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَوَسَّدْتُّ عَتَبَتَہٗ اَوْفُسْطَاطَہٗ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَھُمَا دُوْنَ اللَّتَیْنِ قَبْلَھُمَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ دُوْنَ اللَّتَیْنِ قَبْلَھُمَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ دُوْنَ اللَّتَیْنِ قَبْلَھُمَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ دُوْنَ اللَّتَیْنِ قَبْلَھُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ فَذَالِکَ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً (مختصر قیام اللیل: ص ۸۳)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ

میں ضرور نبی کریم ﷺ کی نماز تہجد دیکھوگا۔سو میں نے آپ ﷺ کی چوکھٹ یا آپ ﷺ کے خیمہ کوتکیہ بنالیا۔رسول اللہ ﷺ نے دوہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں بہت طویل پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اِن دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اِن دو رکعت سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اِن دو رکعت سے ہلکی تھیں پھر دو رکعت پڑھیں جو اِن دو رکعت سے ہلکی تھیں، (اِن کے ساتھ ایک رکعت اور ملا کر) اِن کو وتر بنایا۔پس یہ تیرہ (۱۳) رکعات ہوگئیں۔

فائدہ نمبر 2:

ثم اوتر کا یہ مطلب کہ آخری دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا کر اِن کو وتر بنانا اِس کی دوسری حدیث میں صراحت موجود ہے۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَنْصَرِفَ فَارْكَعْ رَكْعَةً تُوْتِرَ لَكَ مَاقَدْصَلَّيْتَ قَالَ الْقَاسِمُ وَرَأَيْنَا اُنَاسًا مُنْذُ اَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلٰثٍ (بخاری:ج۱ص۱۳۵)

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا نمازِ تہجد دو دو رکعت ہے، پھر جب نماز سے لوٹنے کا ارادہ ہوتو آخری دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا لے یہ ایک رکعت اِن دو رکعتوں کو وتر بنا دے گی (مدینہ منورہ کے فقیہ) قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جب سے عقل وشعور کو پہنچے ہیں صحابہ کرامؓ کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین وتر پڑھتے ہیں۔

فائدہ نمبر 3:

یہ ایک رکعت پہلی دو رکعت کے ساتھ اِسطرح ملائے کہ دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے اور بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت اُن کے ساتھ ملائے۔حضرت عائشہؓ اورحضرت

ابی بن کعبؓ کی روایت میں دو رکعت کے بعد سلام نہ پھیرنے کی صراحت ہے۔ملاحظہ کیجئے

(۱)عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَؓ حَدَّثَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتِي الْوِتْرِ (نسائی:ج۱ص۲۴۸)

سعد بن ہشام حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتروں کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

☆اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔وتر تین ہیں اور دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں بلکہ تین رکعتوں کے بعد سلام ہے۔

(۲)عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْوِتْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ آخِرِهِنَّ (نسائی:ج۱ص۲۴۹)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى، دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور سلام نہیں پھیرتے تھے مگر اِن تین وتروں کے اخیر میں۔

(۳)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ۔ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ۔ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ۔ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ۔ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ۔ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ (مختصر قیام اللیل:ص۸۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے پس آپ نے دو رکعتیں نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت کے ساتھ ایک رکعت ملا کر اِن کو وتر بنایا (یہ تیرہ (۱۳) رکعتیں ہوئیں)

(۴)عَنْ شُرَحْبِيْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحُدَیْبِیَّۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالسُّقْیَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَابِرٌ اِلٰی جَنْبِہٖ فَصَلَّی الْعَتْمَۃَ ثُمَّ صَلّٰی ثَلٰثَ عَشَرَۃَ سَجْدَۃً (مختصر قیام اللیل: ص ۸۴)

شرحبیل بن سعد نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا انہوں نے بتایا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور سقیا بستی میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر تیرہ رکعت نماز تہجد پڑھی۔ اُس وقت جابر بن عبداللہؓ بالکل آپ ﷺ کے قریب تھے۔

☆ اِن احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غیر رمضان میں تہجد تیرہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

اگر غیر مقلدین کے یہ نظریات کہ

1۔ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں صرف اور صرف گیارہ رکعت پڑھتے تھے اِس سے زیادہ رکعات نہ پڑھتے تھے۔

2۔ تراویح اور تہجد ایک نماز ہے، دو الگ الگ نمازیں نہیں ہیں۔

3۔ اور رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں تراویح سے جدا نماز تہجد نہیں پڑھتے تھے۔

کو درست تسلیم کر لیں تو اِس سے دو خرابیاں لازم آتی ہیں۔

1۔ رسول اللہ ﷺ کی رمضان المبارک کی عبادت غیر رمضان سے کم ہو کہ غیر رمضان میں تو آپ ﷺ نماز تہجد تیرہ رکعت تک پڑھتے تھے لیکن رمضان المبارک میں فقط گیارہ رکعت پڑھتے تھے اِس سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔

2۔ اِس صورت میں رسول اللہ ﷺ کا رمضان میں فقط گیارہ رکعت والا عمل آپ ﷺ کی رمضان المبارک میں کثرتِ عبادت والی احادیث کے خلاف و متصادم ہو جاتا ہے اور گیارہ

رکعت والی حدیثِ عائشہؓ اور رمضان میں کثرتِ عبادت والی حدیثوں میں تضاد بھی پیدا ہوجاتا ہے۔ اِسلئے غیر مقلدین کے یہ نظریات غلط اور بے دلیل ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اِس حدیثِ عائشہؓ میں نمازِ تہجد کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں تراویح کے علاوہ نمازِ تہجد کی فقط گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کا یہ عمل رمضان المبارک میں کثرتِ عبادت والی احادیث کے بھی موافق ہے اور حدیثوں میں تضاد بھی لازم نہیں آتا۔ دونوں نظریات قارئین کے سامنے ہیں۔ ایک خود رسول اللہ ﷺ کے عمل کو اُن کی اپنی حدیثوں سے ٹکرانے اور آپ ﷺ کی حدیثوں میں تضاد پیدا کرنے والا، دوسرا آپ ﷺ کے عمل اور آپ ﷺ کی حدیثوں کے درمیان موافقت پیدا کرنے والا۔ ظاہر ہے جس نظریہ سے آپ ﷺ کے عمل وحدیث میں نیز آپ ﷺ کی احادیث میں تعارض وتضاد لازم آتا ہے وہ صحیح نہیں ہوسکتا۔ صحیح نظریہ وہی ہوگا جس کے مطابق آپ ﷺ کے عمل وحدیث میں اور مختلف احادیث میں موافقت پیدا ہوجائے۔ سو اِس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں تراویح کے علاوہ گیارہ رکعت نمازِ تہجد پڑھتے تھے جس کے انداز مختلف تھے، اِس کی تفصیل آگے آرہی ہے اور اگر کسی کو رمضان المبارک میں تراویح سے جدا نماز تہجد پڑھنے کے ثبوت کا علم نہ ہو تو اِس کے عدمِ علم سے عدم لازم نہیں آتا، ہمہ دانی کا کون دعویٰ کرسکتا ہے۔

6/31

دلیل نمبر:

رسول اللہ ﷺ کا مبارک طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ جو عمل بھی کرتے اِس پر دوام کرتے یعنی اِس کی پابندی کرتے، اِس کو لگاتار کرتے۔ آپ ﷺ نے امت کو بھی اِسی چیز کی ترغیب دی ہے۔ وقتی جوش کے ساتھ کثیر عمل کے مقابلہ میں قلیل عمل جس پر ہمیشگی ہو وہ شرعاً، عقلاً

وعرفاً زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَىُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ (صحیح مسلم: ج۱ص۲۶۶) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کونسا عمل اللہ کو زیادہ پسند ہے؟ فرمایا وہ عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے جس پر دوام ہو اگرچہ وہ عمل تھوڑا ہو۔

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ سَئَلْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ قَالَ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كَيْفَ كَانَ عَمَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْاَ يَّامِ قَالَتْ لَا ! كَانَ عَمَلُهٗ دِيْمَةً (صحیح مسلم: ج۱ص۲۶۶)

علقمہ تابعی کہتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل کیسے ہوتا تھا کیا آپ ﷺ ایسا عمل بھی کرتے تھے جس پر دوام نہ کرتے ہوں؟ ام المؤمنینؓ نے فرمایا! کہ آپ ﷺ اپنے عمل پر دوام فرماتے تھے۔

نیز حضرت عائشہؓ سے روایت ہے اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ مَادُوْوِمَ عَلَيْهِ وَاِنَّ قَلَّ وَكَانَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَمِلُوْا عَمَلًا اَثْبَتُوْهُ (مسلم: ج۱ص۲۶۶) بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر دوام کیا جائے اگرچہ وہ عمل قلیل ہو اور آل محمد ﷺ کا طریقہ بھی یہی تھا کہ وہ جب کوئی عمل شروع کرتے تو اِس کو ثابت رکھتے۔

عَنْ عَائِشَةَ ؓ مَرْفُوْعًا اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ مَا دَامَ وَاِنْ اَقَلَّ (بخاری: ج۲ص۹۵۷) اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔ اس نوع کی دیگر احادیث نُخَبُ الْاَفْكَارْ شرح معانی الآثار: ج۳ص۳۲۰،۳۲۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ جب نبی پاک ﷺ کا اصول تھا کہ آپ ﷺ جو عمل کرتے اِس پر دوام کرتے۔ آپ ﷺ کا دائمی عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ نصف رات کے بعد ہمیشہ نمازِ تہجد پڑھتے

تھے۔ غیر مقلدین کا یہ نظریہ کہ آپ ﷺ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینہ میں نصف رات کے بعد تہجد نہیں پڑھتے تھے بلکہ رات کے اول حصہ میں آپ ﷺ جو تراویح پڑھتے وہی آپ کی نمازِ تہجد ہوتی تھی، یہ احادیث دوام کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔لہٰذا احادیث دوام کا تقاضا ہے کہ نماز تراویح کے ساتھ ساتھ تہجد کا معمول بھی چلتا رہے۔

دلیل نمبر:

صحیح مسلم :ج۱ص۳۵۲،مختصر قیام رمضان :ص۱۵۴میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں نماز پڑھ رہے تھے، میں آپ ﷺ کی ایک جانب کھڑا ہوگیا پھر ایک آدمی شامل ہوگیا، اِس طرح متعدد آدمی آئے حتّٰی کہ ایک جماعت بن گئی۔ جب نبی پاک ﷺ کو احساس ہوا کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے ہیں تو آپ ﷺ نے (نماز طویل پڑھنے کی بجائے) نماز کو مختصر کیا اور اپنے گھر میں داخل ہوگئے ثُمَّ صَلّٰی صَلٰوۃً لَمْ یُصَلِّھَا عِنْدَنَا یعنی گھر میں داخل ہوکر وہ نماز پڑھی جو ہمارے پاس نہ پڑھی تھی۔تراویح تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ ادا کر لی تھی اِس لئے گھر میں جا کر جو نماز پڑھی ظاہر یہ ہے کہ وہ تہجد تھی۔ اِس اختصار کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشادگرامی ہےعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَاصَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ..... فَاِذَا صَلّٰی وَحْدَہٗ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَاءَ (ترمذی:ص۵۵باب ماجاء اذاام احدکم الناس...الخ (ابوداؤد: ج۱ص۱۱۶) جب تم میں سے کوئی لوگوں کو امامت کرائے تو وہ نماز ہلکی پڑھائے......اور جب اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی کرے۔مذکورہ بالا حدیثِ انسؓ میں ناراض ہوکر نماز کو درمیان میں چھوڑ کر گھر میں داخل ہوجانا مراد نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو باجماعت تراویح پڑھتے دیکھ کر

تعریف وتصویب فرمائی۔فرمایا اَحْسَنُوْا وَاَصَابُوْا انہوں نے اچھا کیا اور درست کیا.....اور خوف فرضیت کی وجہ سے بھی درمیان میں چھوڑنا مراد نہیں کیونکہ جب آپ ﷺ کو خوفِ فرضیت ہوا تو آپ ﷺ نے سرے سے باہر آکر نماز باجماعت پڑھائی ہی نہیں۔

دلیل نمبر :

ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تین راتیں نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی۔ پہلی رات میں تہائی رات تک، دوسری رات میں نصف رات تک اور تیسری رات سحری تک، حتّٰی کہ سحری کے فوت ہونے کا خوف ہونے لگا۔ غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تینوں رات آٹھ رکعات پڑھائی ہیں۔اب سوال یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے پہلی اور دوسری رات میں تراویح پڑھانے کے بعد رات کے باقی حصہ میں کیا کیا؟ یقیناً آپ ﷺ نے رات کا باقی حصہ سو کر نہیں گزارا ہوگا کہ آخری عشرہ کی راتوں میں خصوصاً طاق راتوں میں تو آپ ﷺ عبادت کا زیادہ اہتمام کرتے تھے حتّٰی کہ دوسروں کو بھی جگاتے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے رات کے اِس باقی حصہ میں نماز تہجد پڑھی ہوگی۔ پس تراویح کے بعد تہجد کا الگ پڑھنا دونوں نمازوں کے الگ الگ ہونے کی دلیل ہے.....اور تیسری رات میں نصف رات کے بعد والی رکعتوں میں ظاہر یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تراویح اور تہجد دونوں کا ثواب حاصل کرنے کیلئے دونوں نمازوں کی الگ الگ نیت کی ہوگی حصولِ ثواب کیلئے دونوں کی الگ الگ نیت کرنا اِس بات کی دلیل ہے کہ یہ دو نمازیں الگ الگ ہیں ایک نہیں ورنہ ہر ایک کیلئے الگ الگ نیت کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسا کہ کوئی آدمی مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور اِن میں تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضوء کی نیت کرے یا آدھی رات کے بعد خسوف قمر کی نماز پڑھی اور اِس میں تہجد کی نیت بھی

کرے یا چاشت کے وقت میں کسوفِ شمس کی نماز پڑھی جائے اور اِس میں نماز چاشت کی نیت کر لی جائے تو دونوں نمازوں کی الگ الگ نیت کرنے کی وجہ سے پہلی صورت میں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کا، دوسری صورت میں نماز خسوف اور نماز تہجد کا اور تیسری صورت میں نماز کسوف اور نماز چاشت کا ثواب مل جائے گا۔ اور اگر دوسری نماز کی نیت نہ کی جائے تو صرف تحیۃ المسجد، نماز خسوف اور نماز کسوف کا ثواب ہوگا، دوسری نماز کا ثواب نہ ہوگا۔ پس دونوں نمازوں کے حصول ثواب کیلئے دونوں نمازوں کی بیک وقت مستقلاً جدا جدا نیت کی حاجت و ضرورت اِن کے دو الگ الگ نمازیں ہونے کی دلیل ہے، ایک نماز ہونے کی دلیل نہیں۔ سو جیسے دو رکعتوں میں دو نمازوں کی الگ الگ نیت کرنے سے دونوں نمازوں کا ثواب حاصل ہونا تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کو ایک نماز نہیں بناتا..... نماز خسوف اور نماز تہجد کو ایک نہیں بناتا.... نماز کسوف اور نماز چاشت کو ایک نہیں بناتا بلکہ اِن کو دو الگ الگ نمازیں ظاہر کرتا ہے.... ایسے ہی نصف رات کے بعد والی رکعاتِ تراویح میں نماز تہجد اور نماز تراویح کی نیت کرنا اور دونوں نمازوں کی الگ الگ نیت کرنے پر دونوں نمازوں کا ثواب ملنا اِن کو ایک نماز نہیں بناتا بلکہ دو نمازیں ظاہر کرتا ہے ورنہ دونوں نمازوں کے ثواب کیلئے الگ الگ نیت کی ضرورت نہ ہوتی اور دلیل نمبر۴/۲۹: میں مذکور احادیث دوام کا تقاضہ یہی ہے کہ آپ ﷺ نے نصف رات کے بعد والی رکعات تراویح میں تہجد کی نیت ضرور کی ہوگی اور تہجد کی برکات وثواب بھی ضرور حاصل کیا ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ نبی پاک ﷺ تراویح وتہجد دونوں کا ثواب و برکات حاصل کرنے کیلئے تراویح کے بعد یا تہجد پڑھتے ہونگے یا نصف رات کے بعد والی رکعات تراویح میں تہجد کی نیت کر لیتے ہونگے۔ اسی لئے علامہ انور شاہ کشمیری العرف الشذی میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے تراویح وتہجد کا علیحدہ علیحدہ پڑھنا ثابت نہیں بلکہ آپ ﷺ تراویح کو لمبا کرتے، سو نصف رات کے بعد والی رکعات میں تراویح اور تہجد دونوں کی نیت کرنے کی وجہ

سے دونوں نمازوں کے قائم مقام ہوجاتیں اور مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں کہ کسی نماز کا دوسری نماز کے قائمقام ثواب میں ہوجانے سے اِن دونوں کا ایک ہونا لازم نہیں آتا۔ دیکھو جمعہ، ظہر کے قائمقام ہے مگر دونوں ایک نہیں۔ جمعہ کے واسطے کئی ایک شرائط ہیں جو ظہر کیلئے نہیں (اہلحدیث کا مذہب: ص۹۶، ۹۷)۔ فتاویٰ علمائے حدیث میں ہے اگر تراویح پہلے وقت میں 9/34 پڑھے تو صرف تراویح ہے، پچھلے وقت میں پڑھے تو تہجد کے قائمقام ہوتی ہے (بشرطیکہ تہجد کی جدا نیت کرے) پھر اس ایک رات کی وجہ سے پورے ماہِ رمضان کی تہجد کا انکار کیسے درست ہے جبکہ نبی پاک ﷺ نے اس سے پہلے والی دو راتوں میں تراویح پڑھانے کے بعد رات کے باقی حصہ میں یقیناً تہجد پڑھی ہوگی۔ سو کر رات نہیں گزاری ہوگی کیونکہ آپ ﷺ تو رمضان کی پہلی بیس راتوں میں کمر بستر کے ساتھ نہیں لگاتے تھے۔ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں کیسے نیند کی ہوگی؟

دلیل نمبر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تراویح کا امام مقرر کیا تو وہ رات کے اول حصہ میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھاتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کے علاوہ تہجد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا وَالَّتِیْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ یعنی وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو (یعنی تہجد) وہ اُس نماز سے افضل ہے جس کو تم قائم کر رہے ہو (یعنی تراویح)۔ تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کی ترغیب تراویح وتہجد کی مغایرت کی دلیل ہے۔ اِس کی تائید الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی اِس تحقیق سے ہوتی ہے۔ شیخ جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تراویح کے بعد تہجد کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تراویح کے بعد کچھ نیند کر کے پھر اُٹھ کر تہجد پڑھی جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کے بعد بغیر نیند کئے بلا کراہت تہجد جائز ہے۔ شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں۔

وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ اَنَّ ذَالِكَ جَائِزٌ غَيْرُ مَكْرُوْهٍ لٰكِنَّهُ يُؤَخِّرُهُ لِمَارُوِىَ عَنْ عُمَرَؓ قَالَ تَدَعُوْنَ اَفْضَلَ اللَّيْلِ آخِرَهُ اَلسَّاعَةُ الَّتِي تَنَامُوْنَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِي تَقُوْمُوْنَ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ طریقہ یعنی تراویح کے بعد بغیر سوئے تہجد پڑھنا بلا کراہت جائز ہے کیونکہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کو کہا کہ تم رات کے اخیر والی گھڑی کی فضیلت کو چھوڑ دیتے ہو حالانکہ وہ ساعت جس میں تم سو جاتے ہو (یعنی رات کا آخری حصہ جس میں نمازِ تہجد پڑھی جاتی ہے) اُس ساعت سے مجھے زیادہ محبوب ہے جس میں تم قیام کرتے ہو (یعنی رات کا اول حصہ جس میں تراویح پڑھتے ہو)۔

اِس میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد بغیر سوئے نماز تہجد کے بلا کراہت جائز ہونے پر استدلال کیا ہے، لہٰذا شیخ عبدالقادر جیلانی کے نزدیک حضرت عمرؓ کے اِس فرمان کا محمل یہ ہے کہ وہ اپنے اس فرمان میں تراویح کے بعد تہجد کی ترغیب دیتے ہیں (غنیۃ الطالبین طبع بیروت: ص۲۶۹، طبع مصر: ج۲ص۱۷) غیر مقلدین کے نزدیک غنیۃ الطالبین بڑی معتبر کتاب ہے، انہوں نے مکتبہ سعودیہ کراچی سے عربی متن کو اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اور اُن کے بعض علماء نے اِس کا اردو ملخص بھی شائع کیا ہے۔ نیز المدخل لابن الحاج: ص۲۹۹ سے بھی اِس کی تائید ہوتی ہے۔ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ حضرت عمرؓ کے مذکورہ قول کے بارے میں لکھتے ہیں وَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ فَاِنَّمَا هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى غَيْرِهِمْ لَا عَلَيْهِمْ اِذْ اَنَّهُمْ جَمَعُوْا بَيْنَ الْفَضِيْلَتَيْنِ مِنْ قِيَامِ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَآخِرِهٖ حضرت عمر بن خطابؓ کے فرمان کا محمل صحابہ کرامؓ نہیں بلکہ دوسرے لوگ ہیں کیونکہ صحابہ کرامؓ تو دونوں فضیلتوں کو جمع کرتے تھے یعنی رات کے اول حصہ میں تراویح اور آخری حصہ میں تہجد۔

عام ازیں کہ وہ تراویح کے بعد مستقلاً تہجد پڑھتے ہوں یا نصف رات کے بعد والی رکعات میں تہجد کی نیت کر لیتے ہوں۔ اِس کی تفصیل دلیل نمبر۶/۳۱ کے اندر گذر چکی ہے۔

علامہ محمد بن عبداللہ الحمد لکھتے ہیں وَلَعَلَّ هٰذَا يُحْمَلُ لِلْجَمْعِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الرِّوَايَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلٰى حُدُوْثِ ذَالِكَ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهُمْ لَا يَنْصَرِفُوْنَ اِلَّا عِنْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ بِخِلَافِ صَلٰوتِهِمْ قَبْلَ ذَالِكَ فَاِنَّهُمْ يَتْرُكُوْنَ قِيَامَ آخِرِهٖ كَمَا فِيْ قَوْلِ عُمَرَ وَالَّتِيْ يَنَامُوْنَ عَنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الَّتِيْ يَقُوْمُوْنَ۔

(شرح زاد المستقنع للحمد: ج ۷ ص ۲۴)

یعنی حضرت سائب بن یزیدؓ کی بیس اور گیارہ رکعات والی دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ رمضان کے آخری عشرہ میں بیس تراویح کے بعد گیارہ رکعات تہجد 10/35 پڑھتے تھے اور طلوع فجر کے قریب نماز سے فارغ ہوتے جبکہ پہلے دو عشروں میں تراویح کے بعد رات کے اخیر میں تہجد چھوڑ دیتے تھے جیسا کہ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ وہ نماز جس سے تم سو جاتے ہو (یعنی نماز تہجد) وہ اُس نماز سے افضل ہے جس کے ساتھ تم قیام کرتے ہو (یعنی نماز تراویح) اور شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ج ۵۳ ص ۱۰ پر ہے فَقِيَامُ التَّهَجُّدِ اَفْضَلُ مِنْ قِيَامِ التَّرَاوِيْحِ ''تہجد کا قیام تراویح کے قیام سے افضل ہے'' افضل اور مفضول دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟

دلیل نمبر:

عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلَقٍ قَالَ زَارَنَا طَلَقُ بْنُ عَلَيٍّ فِيْ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ وَاَمْسٰى عِنْدَنَا وَاَفْطَرَ ثُمَّ قَامَ بِنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَاَوْتَرَ بِنَا ثُمَّ انْحَدَرَ اِلٰى مَسْجِدِهٖ فَصَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ حَتّٰى اِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ اَوْتِرْ بِاَصْحَابِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاوِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ۔

(ابوداؤد: ج ۱ ص ۲۰۳ باب فی نقض الوتر، نسائی: ج ۱ ص ۱۱۹)

ایک روز حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ رمضان شریف میں اپنے بیٹے قیس بن طلق کے

گھر تشریف لائے۔ روزہ افطار کیا اور رات کو ہمیں تراویح اور وتر پڑھا کر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے 11/36 ساتھیوں کو نماز پڑھائی حتی کہ جب وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کر دیا اور فرمایا کہ اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے جائز نہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ نے پہلی نماز جو وتر سمیت پڑھائی وہ تراویح تھی کہ رات کے اول حصہ میں تراویح پڑھی جاتی ہے اور دوسری نماز جو آپ نے اپنی مسجد میں جا کر پڑھائی وہ تہجد تھی۔ اگر تراویح اور تہجد ایک نماز ہے تو تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کا کیا مطلب؟

دلیل نمبر:

اَلَاتَرٰى اِلٰى مَاحَكَاهُ مَالِكٌ فِيْ مُوَطَّاهُ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا انْصَرَفُوْامِنْ صَلَاةِ التَّرَاوِيْحِ اِسْتَعْجَلُوْا الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ وَكَانُوْايَعْتَمِدُوْنَ عَلَى الْعِصِيِّ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ فَقَدْحَاذَوْارَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَلْفَضِيْلَتَيْنِ مَعًا قِيَامَ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَآخِرِهٖ فَعَلٰى مِنْوَالِهِمْ فَانْسِجْ اِنْ كُنْتَ مُتَّبِعًا اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ وَهُمْ سَادَتُنَا وقُدْوَتُنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيَنْبَغِيْ لَنَاالْاِتِّبَاعُ لَهُمْ وَالْاِقْتِفَاءُ لِاٰثَارِهِمُ الْمُبَارَكَةِ لَعَلَّ بَرَكَةَ ذَالِكَ تَعُوْدُ عَلَى الْمُتَّبِعِ لَهُمْ...الخ

(کتاب المدخل: ج۲ص۲۹۹)

علامہ محمد عبدری مالکی عرف ابن الحاج فرماتے ہیں کہ موطا امام مالک میں ہے جب صحابہ کرامؓ نماز تراویح سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو صبح ہو جانے کے خوف سے اپنے خادموں کو جلدی کھانا لانے کا حکم کرتے اور طول قیام کی وجہ سے اپنی لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔ اِسطرح صحابہ کرامؓ کو رات کے اول اور آخری حصہ میں قیام کی وجہ سے (تراویح اور تہجد) دونوں کی فضیلت حاصل ہو جاتی تھی۔ اگر تو تابعداری کرنا چاہتا ہے

تو اُن کی تابعداری کر کیونکہ محبّ جس کے ساتھ محبت رکھتا ہواُس کی تابع داری بھی کرتا ہے کہ محبوب کی تابعداری نہ کرنا شیوۂ محبت کے خلاف ہے۔حضرات صحابہ کرامؓ ہمارے سردار اور پیشوا ہیں اور محبّ اپنے محبوب کا مطیع اور مرضی شناس ہوتا ہے۔اِس لئے ہمارا فرض ہے کہ اُن کے آثار مبارکہ کی پیروی کریں اگر چہ عہد حاضر میں عام طور پر یہ مشکل نظر آتا ہے کہ مساجد میں عامۃ الناس کے ساتھ رات بھر نماز پڑھی جا سکے تاہم کوشش کرنی چاہیے کہ صحابہ کرامؓ کی اِس سنت کو عملی جامہ پہنائیں،جس کی صورت یہ ہے کہ مسجد میں تو لوگوں کے ساتھ اُسی 12/37 قدر قیام کر لیں جس قدر میسر ہو۔اِس کے بعد گھر پہنچ کر ساری رات نماز میں کھڑے رہیں اور بہتر یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نماز وتر تمام نفلی نمازوں (یعنی تہجد وغیرہ) کے بعد پڑھی جائے۔اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ اور دوسرے تمام صحابہ کرامؓ تراویح کے بعد نماز تہجد پڑھتے تھے۔اِس طرح وہ دونوں 13/38 قیاموں (قیام اللیل اور قیام رمضان) کی فضیلت حاصل کرتے تھے، رات کے اول حصہ میں قیام بصورت تراویح اور آخری حصہ میں قیام بصورت تہجد ہوتا تھا۔خواہ مستقلاً خواہ ضمناً۔

دلیل نمبر:

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں نَعَمْ ثَبَتَ عَنْ بَعْضِ التَّابِعِیْنَ الْجَمْعُ بَیْنَ التَّرَاوِیْحِ وَالتَّھَجُّدِ فِیْ رَمَضَانَ۔(العرف الشذی:ص۱۶۶)

جی ہاں بعض تابعین سے ثابت ہے کہ وہ رمضان میں تراویح وتہجد دونوں پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر:

قَالَ الْحَسَنُ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یُّصَلِّیَ مَعَ الْاِمَامِ ثُمَّ یُصَلِّیَ اِذَا رَوَّحَ الْاِ مَامُ بِمَامَعَهٗ مِنَ الْقُرْآنِ فَذَالِكَ اَفْضَلُ وَاِلَّا فَلْیُصَلِّ وَحْدَهٗ اِنْ كَانَ مَعَهٗ قُرْآنٌ حَتّٰی

لَا یَنْسٰی مَامَعَهٗ (قیام رمضان للمروزی: ص١٦٦)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو آدمی ہمت رکھتا ہے وہ امام کے ساتھ تراویح پڑھے پھر ترویحہ کے وقفہ میں وہ آدمی خود بھی نماز میں قرآن پڑھے یہ افضل ہے ورنہ اکیلا نماز میں قرآن پڑھے تاکہ اِس کو قرآن بھول نہ جائے۔ اِس کی وضاحت کرتے ہوئے قیام رمضان کے حاشیہ میں مولانا عبدالتواب ملتانی لکھتے ہیں جس آدمی کو قرآن مجید یاد ہے اُس کو چاہیئے کہ وہ مسجد میں امام کے پیچھے نماز پڑھے ثُمَّ لِیُصَلِّ لِنَفْسِهٖ بَیْنَ کُلِّ تَرْوِیْحَتَیْنِ بِمَا مَعَهٗ مِنَ الْقُرْآنِ وَاِنْ لَّمْ یُمْکِنْهُ ذَالِكَ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوْهِ فَلْیُصَلِّ فِیْ بَیْتِهٖ بِمَا مَعَهٗ مِنَ الْقُرْآنِ فَاِنَّ الَّذِیْ یَعِی الْقُرْآنَ وَلَایَتَعَهَّدُهٗ یُخَافُ عَلَیْهِ النِّسْیَانُ وَنِسْیَانُ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْوَعْیِ ذَنْبٌ لَّیْسَ اَعْظَمَ مِنْهُ کَمَاوَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ۔[14/39] پھر جو کچھ قرآن اِس کو یاد ہے اِس کے ساتھ ہر دو ترویحوں کے درمیان خود بھی پڑھے اور اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو اپنے گھر میں جا کر نماز میں قرآن پڑھے کیونکہ جس آدمی کو قرآن یاد ہو اور وہ اِس کو یاد رکھنے کی کوشش نہیں کرتا اِس پر قرآن مجید بھولنے کا خطرہ ہے اور یاد کرنے کے بعد قرآن مجید کو بھلا دینا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تراویح کے بعد گھر میں جا کر جو نماز پڑھے گا وہ نمازِ تہجد ہے جس کی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ اور مولانا عبدالتواب صاحب تاکید و تلقین کر رہے ہیں۔

دلیل نمبر:

امام محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قیام رمضان کے صفحہ ١٧٧ پر باب قائم کیا ہے بَابُ التَّعْقِیْبِ وَهُوَرُجُوْعُ النَّاسِ اِلَی الْمَسْجِدِ بَعْدَ اِنْصِرَا فِهِمْ عَنْهُ یعنی مسجد میں تراویح پڑھ کر گھر میں لوٹ آنا اور پھر دوبارہ مسجد میں جا کر نماز تہجد پڑھنا۔ اِس کو تعقیب کہا جاتا ہے۔ محدث مروزی رحمہ اللہ تابعین سے کراہت اور عدم کراہت کے دونوں قول نقل کئے ہیں لیکن تراویح کے بعد گھر میں تہجد پڑھنے کے جواز پر اتفاق ہے اور اِس میں کراہت بھی

نہیں۔ چنانچہ غیر مقلد مولانا عبدالتواب ملتانی قیام اللیل کے حاشیہ میں لکھتے ہیں، حدیث انسؓ میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رمضان میں تعقیب کے متعلق پوچھا گیا فَاَمَرَھُمْ اَنْ یُّصَلُّوْا فِی الْبُیُوْتِ وَقَالَ اِبْنُ الْاَثِیْرِ اَلتَّعْقِیْبُ ھُوَاَنْ تَعْمَلَ عَمَلًا ثُمَّ تَعُوْدُ فِیْہِ 15/40 وَاَرَادَ بِہِ الصَّلٰوۃَ النَّافِلَۃَ بَعْدَ التَّرَاوِیْحِ فَکَرِہَ اَنْ یُّصَلُّوْا فِی الْمَسْجِدِ وَاَحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ ذَالِکَ فِی الْبُیُوْتِ وَھُوَرَأْیُ اِسْحَاقَ بْنِ رَاھَوَیْہِ وَ سَعِیْدِبْنِ جُبَیْرٍ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ تعقیب کا معنی ہے ایک کام کرکے دوبارہ اُسی کام کو کرنا۔ یہاں پر مراد یہ ہے کہ مسجد میں تراویح پڑھنے کے بعد نفل نماز (یعنی نماز تہجد) پڑھنا۔ سو مسجد میں دوبارہ واپس آ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور مجھے یہ پسند ہے کہ نماز تہجد گھروں میں پڑھیں، اسحاق بن راہویہ اور سعید بن جبیر کی رائے یہی ہے۔

دلیل نمبر: 16/41

غنیۃ الطالبین: صفحہ ۲۶۹ کے حوالہ سے یہ بات گذری ہے کہ تراویح کے بعد تہجد کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ تراویح کے بعد کچھ نیند کر کے پھر تہجد پڑھیں تو مکروہ نہیں اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا کا تقاضا بھی یہی ہے اور تراویح کے بعد بغیر نیند کئے تہجد پڑھنا مکروہ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کے بعد بغیر نیند کئے تہجد پڑھنا مکروہ نہیں ہے مگر تہجد پڑھیں رات کے آخری حصہ میں۔

دلیل نمبر:

الروضۃ المربع کے صفحہ ۶۵ میں ہے کہ بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اِس کے بعد وتر جماعت کے ساتھ پڑھے۔ وَیُوْتِرُ الْمُتَھَجِّدُ بَعْدَہٗ اور جو آدمی تراویح کے بعد تہجد بھی پڑھتا ہو وہ وتر نماز تہجد کے بعد پڑھے اور المقنع صفحہ ۱۸۴ میں ہے ثُمَّ التَّرَاوِیْحُ وَھِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً یَقُوْمُ بِھَا فِیْ رَمَضَانَ فِیْ جَمَاعَۃٍ وَیُوْتِرُ بَعْدَ ھَا فِی

الْجَمَاعَةِ فَاِنْ كَانَ لَهٗ تَهَجُّدٌ جَعَلَ الْوِتْرَ بَعْدَهٗ پھر تراویح بیس رکعت ہے، رمضان میں تراویح اور وتر دونوں جماعت کے ساتھ پڑھے لیکن تراویح کے بعد تہجد پڑھنے والا آدمی وتر تہجد کے بعد پڑھے۔اس سے بھی تراویح کے بعد تہجد ثابت ہوئی۔

دلیل نمبر:

الروضۃ المربع اور المقنع میں یہ مسئلہ بھی لکھا ہے اگر اُس آدمی نے تراویح کے بعد وتر پڑھ لئے اِس کے بعد تہجد پڑھے تو وتروں کا کیا کرے؟ اس کی دوصورتیں ہیں (۱) لَمْ يَنْقُضِ الْوِتْرَ وَصَلّٰى وَلَمْ يُوْتِرَ پہلے پڑھے ہوئے وتروں کو نہ توڑے بلکہ فقط تہجد پر اکتفا کرے اور وتر نہ پڑھے (۲) جو وتر امام تراویح کے ساتھ تراویح کے بعد پڑھے ہیں نماز تہجد کے 18/43 19/44 20/45 بعد ایک رکعت پڑھ کر اِن وتروں کے ساتھ ملا کر ان کو شفع بنا دے اور وتر تہجد کے بعد پڑھے تو یہ بھی جائز ہے۔ اِن مسائل سے معلوم ہوا کہ فقہ حنبلی جو سعودیہ میں شرعی قانون کے طور پر نافذ ہے اِس کے مطابق تراویح اور تہجد دو جدا جدا نمازیں ہیں ورنہ تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کی کیا ضرورت؟ جبکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوع حدیث ہے لَاتُصَلُّوْا صَلٰوۃً فِيْ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ ایک وقت میں ایک نماز کو دو مرتبہ نہ پڑھو۔ (ابوداؤد: ج ا ص ۸٦)

دلیل نمبر:

ابن الحاج المالکی علیہ الرحمہ کے صفحہ ۲۹۹ پر امام مالک رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ .....اَمَّا اَنَا فَاِذَا اَوْتَرُوْا خَرَجْتُ وَتَرَكْتُهُمْ فَلِلْاِنْسَانِ اُسْوَةٌ فِيْ تَرْكِ الْوِتْرِ مَعَهُمْ حَتّٰى يُوْتِرَ فِيْ بَيْتِهٖ بَعْدَ تَنَفُّلِهٖ آخِرَ اللَّيْلِ.....وَقَدْ كَانَ سَيِّدِيْ اَبُوْمُحَمَّدٍ يُّصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ النَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ وَيُوْتِرُ مَعَهُمْ فَاِذَا رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهٖ

صَلّٰی مَاقُدِّرَ لَهٗ وَلَا يُعِيْدُ الْوِتْرَ وَكَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ اِنَّ شَيْخَهٗ سَيِّدِیْ الشَّيْخَ اَبَا الْحَسَنِ الزَّيَّاتَ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ ۔

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا جب لوگ مسجد میں وتر پڑھنے لگتے تو میں نکل آتا ہوں اوران کو [21/46] چھوڑ دیتا ہوں۔ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کیلئے مسجد میں نمازیوں کے ساتھ وتروں کے چھوڑنے میں یہ ایک نمونہ ہے تا کہ وہ گھر کے اندر اخیر شب میں نوافل تہجد کے بعد وتر پڑھیں۔ نیز فرماتے ہیں سیدی ابو محمد مسجد میں لوگوں کے ساتھ تراویح اور وتر پڑھتے پھر گھر میں آ کر جو مقدر میں ہوتے نوافل تہجد پڑھتے اور وتر نہ لوٹاتے اور اِن کے شیخ سیدی الشیخ ابوالحسن الزیات بھی ایسا ہی کرتے۔ اِس سے تین عظیم محدثین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالحسن زیات رحمۃ اللہ علیہ کا وتر کے بعد تہجد پڑھنا ثابت ہوا۔

دلیل نمبر:

كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِیُّ اِذَا كَانَ اَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ يَجْتَمِعُ اِلَيْهِ اَصْحَابُهٗ فَيُصَلِّیْ بِهِمْ وَيَقْرَاُ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ عِشْرِيْنَ آيَةً وَكَذَالِكَ اِلٰی اَنْ يَّخْتِمَ الْقُرْآنَ وَكَانَ يَقْرَاُ فِی السَّحْرِ مَابَيْنَ النِّصْفِ اِلَی الثُّلُثِ مِنَ الْقُرْآنِ فَيَخْتِمُ عِنْدَالسَّحْرِ فِیْ كُلِّ ثَلٰثِ لَيَالٍ (ہدی الساری مقدمہ فتح الباری:ص ٦٦٦ طبع قدیمی کتب خانہ، تیسیر الباری از نواب وحید [22/47] الزمان :ج ا ص ٤٩، نصرۃ الباری مؤلف مولوی عبدالستار امام غرباء اہلحدیث:ص ١٢)

جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی تو امام بخاری کے پاس اُن کے دوست واحباب جمع ہوجاتے سووہ اِن کو نمازِ تراویح پڑھاتے اور ہر رکعت میں بیس آیات تلاوت کرتے۔ اسی طرح پورا قرآن ختم کرتے، پھر سحری کے وقت نماز تہجد میں نصف سے ثلث

قرآن تک $\frac{23}{48}$ پڑھتے اور ہر تیسری رات سحری کے وقت ختم کرتے۔

دلیل نمبر:

امام ابو محمد عبداللہ بن محمد اصبہانی المعروف بابن اللبان جو مشہور شافعی فقیہ ابو حامد اسفرائینی کے شاگرد تھے، کے بارے میں منقول ہے کہ وہ پورے رمضان میں لوگوں کو نمازِ تراویح پڑھاتے تھے اور ہر رات جب تراویح سے فارغ ہو جاتے تو مسجد میں ہی نماز تہجد پڑھتے رہتے تھے فجر طلوع ہونے کے قریب تک۔

(تاریخ بغداد: ج ۱۰ ص ۱۴۳، بحوالہ رکعاتِ تراویح۔ ایک تحقیقی جائزہ)

دلیل نمبر:

وَقَالَ اَبُوْیُوْسُفَ کَانَ اَبُوْحَنِیْفَةَ یَخْتِمُ کُلَّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ خَتْمَةً وَفِیْ رَمَضَانَ وَیَوْمَ الْعِیْدِ اِثْنَیْنِ وَسِتِّیْنَ خَتْمَةً (الخیرات الحسان: ص ۸۵، عقود الجمان: ص ۳۱۳، مناقب موفق: ج ا ص ۲۳۵، مناقب کردری: ج ا ص ۲۴۱، ۲۴۴، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ: ص ۴۱، مناقب موفق بروایت یحییٰ بن معین: ص ۲۳۰)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دن میں قرآن کریم کا ایک ختم کرتے تھے لیکن رمضان اور عید میں قرآن کریم کے ۶۲ ختم کرتے۔ (رمضان شریف میں ایک دن کو، ایک رات کو اور ایک پورے مہینہ کی تراویح میں ختم کرتے اور ایک عید کے دن ختم کرتے)

علی بن الصدائی کہتے ہیں رَئَیْتُ اَبَا حَنِیْفَةَ خَتَمَ الْقُرْآنَ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ سِتِّیْنَ خَتْمَةً، خَتْمَةً بِاللَّیْلِ وَخَتْمَةً بِالنَّهَارِ (مناقب موفق: ج ا ص ۲۳۲)

میں نے ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا انہوں نے ماہِ رمضان میں (ختم تراویح کے علاوہ) ساٹھ ختم کئے، ایک ختم رات میں اور ایک دن میں۔

قَالَ شَدَّادُ بْنُ حَكِيْمٍ قُلْتُ لِزَفَرَ بْنِ الْهُذَيْلِ اِنِّىْ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ الرَّازِىَّ يَذْكُرُ اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِى الشَّهْرِ ثَلاثِيْنَ مَرَّةً وَفِىْ شَهْرِ رَمَضَانَ سِتِّيْنَ مَرَّةً قَالَ صَدَقَ اَبُوْ جَعْفَرٍ وَ هُوَ عِيْسَى بْنُ مَاهَانَ

(مناقب موفق: ج ا ص ۲۴۳، مناقب کردری: ج ا ص ۲۴۵)

شداد محدث کہتے ہیں میں نے امام ابو حنیفہ ؒ کے شاگرد زفر بن ہذیل کو کہا کہ میں نے ابو جعفر رازی سے سنا وہ ذکر کر رہے تھے کہ امام ابو حنیفہ ؒ قرآن کریم کے تیس (۳۰) ختم کرتے اور ماہ رمضان میں ساٹھ (۶۰) ختم کرتے۔ امام زفر نے فرمایا ابو جعفر ؒ نے سچ کہا (یہ ساٹھ ختم، ختم تراویح کے علاوہ تھے) اِن اقوال میں اختصار ہے۔ امام ابن الہمام ؒ اس کی وضاحت یوں کی ہے وَعَنْ اَبِىْ حَنِيْفَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَخْتِمُ اِحْدٰى وَ سِتِّيْنَ خَتْمَةً: فِىْ كُلِّ يَوْمٍ خَتْمَةً وَفِىْ كُلِّ لَيْلَةٍ خَتْمَةً وَفِىْ كُلِّ التَّرَاوِيْحِ خَتْمَةً

(فتح القدیر: ج ا ص ۴۰۹)

امام ابو حنیفہ ؒ رمضان میں اکسٹھ (قرآن کے) ختم کرتے۔ ایک دن میں، ایک رات میں اور ایک مکمل تراویح میں۔

فائدہ۔ ظاہر یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ ؒ والا ختم تراویح کے بعد تہجد میں کرتے ہوں گے کیونکہ غیر رمضان میں ان کا معمول رات کو نوافل میں قرآن پڑھنے کا تھا تو رمضان میں تو بطریق اولیٰ نوافل تہجد میں پڑھتے ہونگے۔ نیز تراویح والا ختم تو پورے مہینہ میں مکمل ہوتا تھا۔

دلیل نمبر:

فقہ مالکی کی کتاب المدخل میں ہے يَنْبَغِىْ لِلْمُكَلَّفِ اَنَّهٗ اِذَا صَلَّى الْمَغْرِبَ

يُعَجِّلُ [25/50] فِطْرَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ بِحِزْبَيْنِ وَنِصْفٍ اَوْ اَكْثَرَ قَبْلَ الْعِشَاءِ ثُمَّ يَخْرُجُ يُصَلِّيْ مَعَ النَّاسِ الْقِيَامَ وَيُوْتِرُ مَعَهُمْ... ثُمَّ يَنَامُ مَا قُدِّرَلَهٗ ثُمَّ يَقُوْمُ لِتَهَجُّدِهٖ فَيُصَلِّيْ مَا تَيَسَّرَلَهٗ مِمَّابَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ (المقنع:ص۳۰۰)

مکلّف آدمی کیلئے مناسب ہے کہ وہ نمازِ مغرب پڑھ لے تو کھانے سے جلدی فارغ ہوکر کھڑا ہوجائے اور نماز میں اڑھائی پارے یا اِس سے زیادہ پڑھے پھر نمازِ عشاء کیلئے (مسجد کی طرف) نکلے اور لوگوں کے ساتھ تراویح اور وتر پڑھے۔ پھر سو جائے جو اِس کے مقدر میں ہے۔ سونے کے بعد نمازِ تہجد کیلئے کھڑا ہوجائے اور رات کے بقیہ حصہ میں جس قدر آسانی سے ہوسکے نوافل تہجد پڑھے۔

دلیل نمبر:

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ اور تہجد کی فضیلت میں تقابل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَاِنَّ التَّرَاوِيْحَ الَّتِيْ جَمَعَ عَلَيْهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُرَغَّبُ فِيْهَا وَاِنْ كَانُوْا اِخْتَلَفُوْا فِيْ اَيِّ اَفْضَلَ اَهِيَ اَوِالصَّلٰوةُ آخِرَ اللَّيْلِ؟اَعْنِيْ الَّتِيْ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ [26/51] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنَّ الْجُمْهُوْرَ عَلٰى اَنَّ صَلٰوةَ آخِرِ اللَّيْلِ اَفْضَلُ۔ (بدایۃ المجتہد۔الباب الخامس فی قیام رمضان: ج۱ص۱۷۸)

اور بے شک وہ تراویح جس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اِسی کی رغبت دی جاتی ہے۔ لیکن علماء کے درمیان اِس میں اختلاف ہے کہ اول رات کی تراویح افضل یا اخیر رات کی نماز (تہجد) افضل ہے جو اخیر رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی۔ جمہور کے نزدیک اخیر رات کی نماز (تہجد) افضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تراویح جو تہجد سے کم درجہ کی

نماز ہے اِس پر [27/52] اکتفا کر کے نماز تہجد کو نہ چھوڑا جائے بلکہ اول رات میں تراوتح پڑھ کر پھر کچھ نیند کر کے اِس کے بعد تہجد بھی پڑھی جائے کہ تراوتح سے تہجد کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔

دلیل نمبر:

الفقہ الاسلامی وادلتہ (جس میں مذاہب اربعہ کے مسائل جمع ہیں) میں ہے فَاِنْ كَانَ لَهٗ تَهَجُّدٌ جَعَلَ الْوِتْرَ بَعْدَهٗ اِسْتِحْبَابًا..... وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ تَهَجُّدٌ جَعَلَ الْوِتْرَمَعَ الْاِمَامِ لِيَنَالَ لَهٗ فَضِيْلَةُ الْجَمَاعَةِ (ج۲ص۷۵)
اگر تراوتح کے بعد اخیر رات میں تہجد پڑھنے کا معمول ہو تو مستحب یہ ہے کہ وتر تہجد کے بعد پڑھیں اور اگر تراوتح کے بعد تہجد کا معمول نہ ہو تو وتر تراوتح کے بعد جماعت کے ساتھ پڑھے تا کہ اِس کو جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

دلیل نمبر:

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی غیر مقلدین کے نزدیک کس قدر و منزلت کے مالک ہیں اس کا اندازہ غیر مقلدین کے شیخ العرب والعجم مولانا بدیع الدین شاہ راشدی کی [28/53] ان کے بارے میں تحریر کردہ القابات سے لگایا جاسکتا ہے۔ شیخ الکل، امام المتقین، سیدالمحد ثین، تاج الفقہاء، علم العلماء، جامع العلوم النقلیہ والعقلیہ، ناصرالسنۃ البغو یہ، عمدۃ العالمین، حجۃ اللہ علی الخلق، مجدد القرن، الامام المحدث الفقیہ الاصولی، الشیخ شیخنا السید نذیر حسین...الخ (ہدایۃ المستفید: ج۱ص۱۰۰) غیر مقلدین کی اتنی بڑی شخصیت جو حجۃ اللہ علی الخلق ہے تو غیر مقلدین کے نزدیک تو ضرور حجت ہونگے۔ ان کا رمضان شریف کا معمول ملاحظہ فرمائیں۔ میاں صاحب موصوف کے سوانح

نگار غیر مقلد فضل حسین بہاری لکھتے ہیں ''میاں صاحب لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن مجید کے بحالت قیام ہر سال سنتے ، ایک تو نماز عشاء کے بعد تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم فقیہ، محدث جو آپ کے شاگرد رشید تھے ۔ تین سپارے روزانہ سناتے ترتیل وتجوید کے ساتھ، دوسرا ختم سنتے نمازِ تہجد میں جس کے امام ہوتے حافظ عبدالسلام سلمہٗ (آپ کے بڑے پوتے)''

30/55 (الحیاۃ بعد الممات:ص ۱۳۸)

دلیل نمبر:

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری سے سوال کیا گیا جو شخص رمضان المبارک میں عشاء کے وقت نمازِ تراویح پڑھ لے وہ پھر آخر رات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ 31/56 موصوف جواب میں فرماتے ہیں، ''پڑھ سکتا ہے تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی'' (فتاویٰ ثنائیہ: ج ۱ ص ۶۸۲)

دلیل نمبر:

غیر مقلدین کے خواجہ محمد قاسم لکھتے ہیں ماہِ رمضان میں اکثر لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص رات کے پہلے حصے میں قیام کر چکا ہو تو وہ پچھلے حصے میں بھی قیام کر سکتا ہے تو اِس کا جواب یہ 32/57 ہے کہ ''یہ بالکل کر سکتا ہے کیونکہ نبی ﷺ سے ایک ہی رات کے مختلف حصوں میں قیام کرنا ثابت ہے (حی علی الصلوٰۃ: ص ۳۹) خواجہ صاحب کے نزدیک تراویح کے بعد تہجد صرف جائز ہی نہیں بلکہ نبی پاک ﷺ سے تراویح کے بعد تہجد پڑھنا ثابت ہے''

دلیل نمبر:

سعید بن جبیر رمضان المبارک میں چھ ترویحے (بیس تراویح اور چار نوافل تہجد)

پڑھاتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے اور ہر چار رکعات کے مجموعہ کو ترویحہ کہتے ہیں (قیام [33/58] رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

عبدالرحمٰن الاسود رمضان میں چالیس (۴۰) رکعات اور سات وتر پڑھاتے (مصنف ابن ابی شیبہ: ج۲ص۲۸۵) (۴فرض+۲۰تراویح، دوترویحوں کے درمیان چار رکعات نفل جو ۱۶رکعات [34/59] بنتی ہیں، مجموعہ۴۰ رکعات اور سات رکعات میں چار رکعات تہجد اور تین وتر ہیں، مجازاً ان کے مجموعہ کو سات وتر کہا گیا ہے۔

دلیل نمبر:

ورقاء کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ رمضان المبارک میں ہمیں امامت کراتے، اور بیس راتوں میں چھ ترویحے پڑھاتے (۲۰تراویح اور چار رکعات تہجد یا چار فرض) اور جب آخری عشرہ شروع [35/60] ہوجاتا تو وہ مسجد میں اعتکاف کرتے اور ہمیں سات ترویحے (۲۰ تراویح، آٹھ نوافل تہجد یا چار رکعت فرض اور چار رکعت تہجد) پڑھاتے۔

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

محمد بن سیرین [36/61] کہتے ہیں کہ ابوحلیمہ قاری لوگوں کو رمضان المبارک میں اکتالیس (۴۱) رکعات (۲۰تراویح، ۱۶ترویحی نوافل، دو رکعت تہجد اور تین وتر) پڑھاتے

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

صالح مولٰی تومہ کہتے ہیں کہ میں نے جنگ حرہ سے پہلے لوگوں کو اِس حالت میں پایا کہ وہ رمضان میں [37/62] ۴۱ رکعات (۲۰تراویح، ۱۶ترویحی نوافل، دو رکعت تہجد اور تین وتر، مجموعہ ۴۱ رکعات) کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور اِن میں سے وتر پانچ ہیں۔

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

عمر بن [38/63] عبدالعزیز اپنے گنبد میں ہوتے اور لوگ ان کی موجودگی میں پندرہ سلاموں (۱۰ سلامِ تراویح، ۸ رکعات تہجد میں ۴ سلام، ایک سلام بعد الوتر، مجموعہ ۱۵سلام) کے ساتھ رات کو قیام کرتے۔ (قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

یونس کہتے ہیں کہ فتنہ ابن الاشعث سے پہلے جامع مسجد میں دیکھا کہ لوگوں کو عبدالرحمٰن بن ابی بکر اور سعد بن ابی الحسن اور عمران العبدی ۵ ترویحے (۲۰تراویح) نماز پڑھاتے ہیں اور جب آخری عشرہ داخل ہو جاتا تو ایک ترویحہ زیادہ کر دیتے (۲۰تراویح کے بعد چار [39/64] رکعات تہجد پڑھاتے۔ اِس سے پہلے ممکن ہے تہجد فرداً فرداً پڑھتے ہوں)

(قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۸)

دلیل نمبر:

زرارہ بن اوفٰی اہل محلّہ کو رمضان میں چھ ترویحے پڑھاتے (یعنی ۲۰ تراویح اور چار نوافل تہجد) اور جب آخری عشرہ شروع ہو جاتا تو ہر رات سات ترویحے (یعنی ۲۰ تراویح اور ۸ نوافل تہجد) پڑھاتے۔ (قیام رمضان للمروزی:ص۱۵۹)

دلیل نمبر:

آج کل حرمین شریفین میں نماز عشاء کے بعد ۲۰ تراویح پڑھتے ہیں، یہ عمل پورا ماہ جاری رہتا ہے اور آخری عشرہ میں رات کے اخیر حصہ میں تراویح کے بعد تہجد بھی پڑھتے ہیں۔ اگر ماہِ رمضان میں تراویح اور تہجد ایک نماز ہو جاتی ہے تو پھر تراویح کے ساتھ تہجد بھی ادا ہو گئی حالانکہ آخری عشرہ میں تراویح کے بعد تہجد مستقلاً جدا پڑھی جاتی ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ اہل حرمین کے نزدیک بھی رمضان المبارک میں تراویح اور تہجد ایک نماز نہیں ہو جاتی بلکہ دو مستقل جدا جدا نمازیں ہوتی ہیں۔

دلیل نمبر:

علامہ شنقیطی صاحب اصل مشروعیت صلوٰۃ التراویح کے عنوان کے تحت الشرح الممتع شرح زاد المستقنع للشنقیطی: ج۳ ص۵۸ پر لکھتے ہیں

فَكَانَ اَصْلُ الْجَمْعِ مُسْتَنِدًا اِلَى السُّنَّةِ مِنْ فِعْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لٰكِنَّ الْوَقْتَ الَّذِىْ اِخْتَارَهُ مِنْ كَوْنِهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ لَمْ يَكُنْ مِنْ هُدَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتِ الصِّفَةُ مِنْ كَوْنِهَا فِىْ اَوَّلِ اللَّيْلِ مِنْ سُنَّةِ عُمَرَ وَلِذَالِكَ لَوِاعْتَرَضَ مُعْتَرِضٌ عَلٰى فِعْلِ التَّرَاوِيْحِ وَالتَّهَجُّدِ فِىْ آخِرِ رَمَضَانَ اُجِيْبَ بِهٰذَا الْجَوَابِ وَ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ التَّرَاوِيْحَ شُرِعَتْ سُنَّةً عُمَرِيَّةً اَىْ اِنَّهَا سُنَّةٌ وَحَصَلَ الْاِجْمَاعُ عَلَيْهَا وَاَمَّا التَّهَجُّدُ فَيَكُوْنُ بَعْدَ الْهُجُوْدِ لِاَنَّ هُدَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ تَهَجُّدِهٖ اِنَّمَا كَانَ بَعْدَ اضْطِجَاعِهٖ فَسُمِّيَ التَّهَجُّدُ تَهَجُّدًا لِاَنَّهٗ بَعْدَ الْهُجُوْدِ وَ هُوَاَكْمَلُ وَاَفْضَلُ وَاَعْظَمُ مَايَكُوْنُ لِكَوْنِهٖ بَعْدَ الرَّاحَةِ وَالْاِسْتِجْمَامِ كَمَااَشَارَاللّٰهُ اِلٰى ذَالِكَ حِيْنَمَا اَمَرَبِهٖ نَبِيَّهٗ فَقَالَ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْبِهٖ

نَافِلَةً لَّکَ..... فَتَکُوْنُ سُنَّةً عُمَرِیَّةً مِنْ جِهَةِ الْوُقْتِ اَیْ کَوْنِهَا فِیْ اَوَّلِ اللَّیْلِ لِاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جَمَعَ الصَّحَابَةَ فِیْ آخِرِ اللَّیْلِ ۔

پس جماعت کی مشروعیت کی اصل بنیاد رسول اللہ ﷺ کے مسنون فعل پر ہے لیکن اس کیلئے عشاء کے بعد کا وقت اختیار کرنا نبی پاک ﷺ کا طریقہ نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے ۔ لہٰذا اگر کوئی عشاء کے بعد تراویح اور رمضان کے اخیر میں تہجد پر اعتراض کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تراویح کا یہ طریقہ حضرت عمرؓ کی سنت ہے جس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے۔ لیکن تہجد نیند کے بعد پڑھی جاتی ہے کیونکہ نبی ﷺ کا تہجد میں یہی طریقہ تھا کہ آپ لیٹنے کے بعد تہجد پڑھتے تھے۔ نیز تہجد کو تہجد اسلئے کہا جاتا ہے کہ تہجد ہجود (نیند) کے [41/66] بعد پڑھی جاتی ہے اور یہی اکمل ،افضل اور اعظم طریقہ ہے کیونکہ اس میں تہجد آرام اور قلبی یکسوئی کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو حکم دیتے ہوئے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے ''اور نیند سے اُٹھ پس نماز تہجد پڑھ کہ یہ آپ کیلئے ایک زائد نماز ہے''۔ خلاصہ یہ ہے کہ تراویح باجماعت اول وقت میں پڑھنا سنت عمرؓ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو رات کے اخیر میں نماز تہجد باجماعت پڑھائی ہے''

دلیل نمبر: [42/67]

علامہ شنقیطی تر واتیح کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

قَالَ (تُفْعَلُ فِیْ جَمَاعَةٍ مَعَ الْوِتْرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِیْ رَمَضَانَ) اَیْ اَنَّهٗ یَقُوْمُ بِهِمْ وَیُوْتِرُ وَلِذَالِكَ یُوْتِرُ بِهِمْ فِیْ التَّرَاوِیْحِ، فَاِذَا جَاءَ تْ اَوَاخِرُ رَمَضَانَ وَاَرَادُوْا اَنْ یَّقُوْمُوْا فِیْ التَّهَجُّدِ فَلَاشَكَّ اَنَّ الْاَفْضَلَ اِنْصِرَافُهُمْ بِدُوْنِ وِتْرٍ

(شرح زادالمستقنع للشنقیطی: ج۵۳ص۱۰)

رمضان میں عشاء کے بعد تراویح باجماعت بمع وتر پڑھی جاتی ہیں یعنی امام ان کو تراویح اور وتر دونوں پڑھائے اور جب رمضان کا آخری عشرہ آجائے اور لوگوں کا ارادہ ہو رات کے اخیر میں تہجد پڑھنے کا تو کوئی شک نہیں کہ ان کا تراویح سے بغیر وتر پڑھنے کے لوٹ جانا افضل ہے تاکہ تہجد کے بعد وتر پڑھیں۔

دلیل نمبر:

علامہ شنقیطی شرح زادا لمستقنع: ج ۵۳ ص ۱۰ پر فرماتے ہیں

وَتُعْتَبَرُ صَلَاةُ التَّرَاوِيْحِ فِيْ الْاَصْلِ قِيَامًا لِاَوَّلِ اللَّيْلِ وَصَلَاةُ التَّهَجُّدِ قِيَامٌ لِآخِرِ اللَّيْلِ وَالْقِيَامَانِ بَيْنَهُمَا فَرْقٌ فَقِيَامُ التَّهَجُّدِ اَفْضَلُ مِنْ قِيَامِ التَّرَاوِيْحِ

دراصل 43/68 نماز تراویح رات کے اول حصہ کا قیام ہے اور نماز تہجد رات کے اخیر کا قیام ہے اور دونوں قیاموں کے درمیان بہت فرق ہے کیونکہ تہجد کا قیام، تراویح کے قیام سے افضل ہے۔

دلیل نمبر:

علامہ شنقیطی نے شرح زادا لمستقنع للشنقیطی: ج ۵۳ ص ۱۱ پر لکھتے ہے

فَاِذَا صَلَّيْتَ التَّرَاوِيْحَ وَاَوْتَرَالْاِمَامُ فَلِلْعُلَمَاءِ اَوْجُهٌ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَا تُوْتِرُمَعَهُ حَتّٰى لَايَكُوْنَ وِتْرَانِ فِيْ لَيْلَةٍ اِذَا كُنْتَ تُرِيْدُاَنْ تَهَجَّدَ وَتُوْتِرَ۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ تُوْتِرُ مَعَهُ وَتُوْتِرُفِيْ التَّهَجُّدِ وَتُوْتِرُ بَعْدَ هُمَا۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ تُوْتِرُفِيْ التَّرَاوِيْحِ ثُمَّ تُصَلِّيْ التَّهَجُّدَ وَتَتْرُكُ وِتْرَ التَّهَجُّدِ بِنَاءً عَلٰى اَنَّ الْفَضْلَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا وَالْاَسْبَقِ ۔

پس جب آپ نے تراویح پڑھ لی اور امام نے وتر پڑھانے کا ارادہ کیا تو وتروں کے

بارے میں علماء کے تین قول ہیں (۱) بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ امام کے ساتھ وتر نہ پڑھیں تا کہ ایک رات میں دو دفعہ وتر پڑھنے کی خرابی لازم نہ آئے، یہ تب ہے جب تہجد اور وتر پڑھنے کا ارادہ ہو۔ (۲) بعض علماء نے کہا ہے کہ تراویح اور تہجد دونوں کے بعد وتر پڑھے۔ (۳) اور بعض علماء نے کہا ہے کہ تراویح کے بعد وتر پڑھ لے اور تہجد کے بعد نہ پڑھے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ تراویح، تہجد سے مقدم ہے اور جو پہلے ہے اِس کا حق مقدم ہے۔ اس لئے وتر تراویح کے بعد پڑھے اور تہجد پڑھ کر وتر کو چھوڑ دے۔

دلیل نمبر:

شرح کتاب آداب المشی الی الصلوٰۃ: ج۱ ص۹۶ میں لکھا ہے

وَوَقْتُهَا بَعْدَ الْعِشَاءِ وَسُنَّتُهَا قَبْلَ الْوِتْرِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَيُوْتِرُ بَعْدَهَا.....فَاِنْ كَانَ لَهٗ تَهَجُّدٌ جَعَلَ الْوِتْرَ بَعْدَهٗ

''اور تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد سے طلوع فجر تک ہے اور سنت یہ ہے کہ تراویح وتر سے پہلے پڑھی جائے اور وتر اِس کے بعد پڑھے جائیں اور اگر تراویح کے بعد تہجد پڑھنے کا معمول ہو تو پھر وتر، تہجد کے بعد پڑھے جائیں''

شاہد اقبال : مولانا! آپ کا بہت شکریہ، آپ نے تراویح و تہجد کے فرق پر ۶۸ دلائل پیش کئے۔ ان میں سے ۴۳ دلائل سے تراویح کے بعد تہجد کا الگ پڑھنا بھی ثابت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجھے یہ بات بخوبی سمجھ آ گئی ہے کہ تراویح اور تہجد دو جدا جدا نمازیں ہیں بلکہ میں یہ بات دلائل کے ساتھ دوسرے لوگوں کو سمجھا بھی سکتا ہوں۔ اور یہ بات بھی سمجھ آئی کہ رمضان المبارک میں خود نبی پاک ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین رحمۃ اللہ علیہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم اہل اللہ علماء کرام تراویح کے علاوہ تہجد کی فضیلت وسعادت بھی حاصل کرتے تھے۔ اِس لئے تراویح کے بعد رات کے اخیر حصہ میں نماز تہجد کی برکات اور اِس کی فضیلت

بھی ہمیں حاصل کرنی چاہیئے۔تراویح اور تہجد کے ایک ہونے کا فرضی واختراعی عقیدہ اختیار کر کے نہ خود تہجد کی برکات وسعادات سے محروم ہونا چاہیئے نہ دوسروں کو محروم کرنا چاہیئے کیونکہ غیر رمضان میں جو تہجد کی برکات ہیں رمضان المبارک کے برکتوں والے مہینہ میں ختم نہیں ہوجاتیں بلکہ اضعافاً مضاعفہ بڑھ جاتی ہیں۔لیکن یہ فرمائیے کہ تراویح و تہجد کے ایک نماز ہونے کا عقیدہ کسی اور کا بھی ہے؟

محقق عالم : دراصل یہ عقیدہ قادیانیوں کا ہے۔چنانچہ قادیانیوں کی تدوین فقہ کمیٹی کی مرتب کردہ کتاب فقہ احمدیہ کے صفحہ ۲۰۸ پر لکھا ہے نمازِ تراویح دراصل تہجد ہی کی نماز ہے۔ازاں بعد سب سے پہلے مسجد چینیاں والی لاہور کے غیر مقلد خطیب مولوی عبداللہ چکڑالوی (جو بعد میں منکر حدیث بن گیا تھا) نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تقلید میں اِس عقیدہ کو اپنایا اور اسی بنیاد پر اُس نے ایک رسالہ لکھ کر تراویح کا انکار کیا۔پھر عبداللہ چکڑالوی کی تقلید میں اکثر غیر مقلدین نے اِس عقیدہ کو اختیار کیا اور اب غیر مقلدین کا محمدی گروپ ہو یا احمدی دونوں کا ایک ہی نعرہ ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے۔

شاهد اقبال : جناب یہ ارشاد فرمائیے کہ قادیانیوں اور غیر مقلدین کے علاوہ کسی اور نے بھی تراویح کا انکار کیا ہے؟

محقق عالم : جی ہاں۔قادیانیوں اور غیر مقلدین کے علاوہ رافضیوں نے بھی تراویح کا انکار کیا ہے۔چنانچہ منحۃ الخالق حاشیہ البحر الرائق: ج ۲ ص ۷۱ میں علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں **قَالَ فِی الْبُرْهَانِ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰی شَرْعِیَّةِ التَّرَاوِیْحِ وَ جَوَازِهَا وَلَمْ یُنْکِرْهَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ اِلَّا الرَّوَافِضَ** برہان میں ہے کہ تراویح کی مشروعیت اور اِس کے جواز پر پوری امت کا اجماع ہے اور سوائے روافض کے اہل قبلہ (یعنی امت مسلمہ) میں سے کسی نے بھی تراویح کا انکار نہیں کیا لیکن ایک فرق ہے کہ روافض

نے تراویح کا صراحتاً انکار کیا ہے، کوئی ہیر پھیر سے کام نہیں لیا۔ لیکن قادیانیوں اور غیر مقلدین نے منافقانہ طریقہ سے انکار کیا ہے یعنی بظاہر تاثر دیا اقرار کا مگر تراویح و تہجد کو ایک قرار دے کر در پردہ تراویح کا انکار کیا ہے۔

شاہد اقبال : اِس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین نے تراویح کے انکار کا عقیدہ رافضیوں سے لیا اور منافقانہ طریقہ سے انکار کا انداز قادیانیوں سے لیا ہے یعنی اقرار کے پردے میں انکار اور یوں دورنگی اختیار کر کے دوسروں کو بھی دعوت دے رہے ہیں یک رنگی چھوڑ، دورنگ ہو جا۔

شاہد جوں جوں مسئلہ تراویح میں اہل السنّت والجماعت اور غیر مقلدین کے درمیان اختلاف کی حقیقت کو اور اِس پر اہل السنّت والجماعت کے دلائل کو سنتا گیا توں توں اُس کی آنکھوں میں چمک اور چہرے پر طمانینت کے آثار نمودار ہوتے گئے حتّٰی کہ غیر مقلد پروفیسر کے عقیدہ (تراویح و تہجد ایک نماز ہے) کے متعلق اُس کے دل میں مختلف شکوک وشبہات اور سوالات پیدا ہو گئے۔ بالآخر شاہد، پروفیسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دست بستہ ہو کر عرض کیا، سر! اگر آپ محسوس نہ فرمائیں تو میں جناب سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔

پروفیسر: ہاں ہاں بیٹا! ضرور پوچھئے۔

شاہد اقبال : سر! ایک گذارش ہے کہ آپ اِن سوالات کے جواب میں قرآن یا حدیث کی صریح دلیل پیش کریں گے، اِس میں اپنی یا کسی دوسرے امتی کی رائے شامل نہ کریں گے اور نہ ہی قیاس کریں گے۔

پروفیسر: بالکل بالکل۔ میں خالص قرآن وحدیث سے جواب دونگا۔

شاہد اقبال : اگر آپ ان سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی صحیح صریح غیر معارض دلیل سے دے دیں، نہ قیاس کریں اور نہ ہی اپنی یا دوسرے امتیوں کی آراء پیش

کریں تو یہ نیاز مند جناب کا شکریہ بھی ادا کرے گا اور اہلحدیث مسلک بھی قبول کرے گا۔

﴿غیر مقلد پروفیسر سے شاہد کے سوالات﴾

1......جس طرح احادیث مرفوعہ میں نماز فجر، نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء، نماز اشراق، نماز چاشت، نماز تہجد، نماز وتر، نماز عیداور نماز جنازہ کے نام آئے ہیں، کیا کسی صحیح مرفوع حدیث میں صراحتاً کسی نماز کا نام تراویح بھی آیا ہے؟

2......کیا حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے؟ یا یہ آپ کی یا آپ جیسے غیر معصوم امتیوں کی رائے ہے؟

3......کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایک نماز کا نام گیارہ ماہ تہجد ہے اور بارہویں ماہ یعنی رمضان میں اِسی نماز کا نام تراویح ہو جاتا ہے؟

4......کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گیارہ ماہ تہجد کا وقت رات کا آخری حصہ ہے اور بارہویں ماہ تہجد کا وقت نمازِ عشاء کے فوراً بعد ہے؟

5......کیا نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ گیارہ ماہ یہ نماز اکیلے پڑھو اور بارہویں ماہ جماعت کے ساتھ پڑھو؟

6......آپ کے نزدیک نماز عشاء کے فوراً بعد تہجد، تراویح کے نام سے پڑھ لی جاتی ہے اب سوال یہ ہے کہ رات کے اخیر میں دوبارہ تہجد پڑھنا سنت ہے یا بدعت؟ اِس کا حکم صریح حدیث میں دکھائیں۔

7......حرمین شریفین میں رمضان کے آخری عشرہ میں نماز عشاء کے بعد تراویح اور رات کے اخیر میں تہجد علیحدہ پڑھی جاتی ہے، کیا اِس کا ثبوت صحیح حدیث میں ہے؟ اگر حدیث سے یہ ثابت ہے تو وہ ثبوت پیش کریں کہ نبی پاک ﷺ رمضان میں تراویح کے بعد اخیر رات میں تہجد الگ پڑھتے تھے اور اگر یہ حدیث سے ثابت نہیں تو اہل حرم کا یہ عمل بدعت کے زمرہ میں آتا ہے یا نہیں؟

8......امام بخاری رحمہ اللہ ماہِ رمضان میں تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھتے تھے۔ اُن کا یہ عمل سنت کے مطابق ہے یا خلاف سنت ہے؟ اس عمل کے بعد وہ اہل السنّت میں شمار ہوں گے یا اہل بدعت میں؟

9......اگر تراویح و تہجد ایک نماز ہے تو کیا ایک رات میں دو دفعہ تراویح پڑھنا یا دو دفعہ تہجد پڑھنا سنت ہے یا خلاف سنت؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔

10......تراویح و تہجد علیحدہ علیحدہ پڑھنے کی صورت میں وتر تراویح کے بعد پڑھیں یا تہجد کے بعد یا دونوں کے بعد؟ صحیح صریح حدیث سے جواب دیں۔

11......غیر مقلدین کے نزدیک وتر اور تہجد ایک نماز ہے۔ اگر تراویح اور تہجد بھی ایک نماز ہے تو تراویح اور وتر بھی ایک ہی نماز ہوگی تو پھر تراویح کے بعد وتر کیوں پڑھے جاتے ہیں؟ پس جیسے غیر مقلدین کے نزدیک نماز تراویح ہی نماز تہجد ہے تو پھر وہی نماز وتر بھی ہوگی تو کیا تراویح کی رکعات سے تہجد اور وتر بھی ادا ہو جائیں گے؟ اور اگر وتر ادا نہیں ہوتے بلکہ علیحدہ پڑھے جائیں گے تو پھر کیا تراویح، تہجد اور وتر تین جدا جدا نمازیں ہوئیں یا ایک نماز؟

12......کیا ایک وتر کے پڑھنے سے وتر، تراویح اور تہجد تینوں نمازیں ادا ہو جائیں گی؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اِس کیلئے صحیح صریح حدیث پیش کریں اور اگر جواب نفی میں ہے تو کیا یہ تینوں نمازوں کے جدا جدا ہونے کی دلیل نہیں؟

13......اگر امام تراویح کی نیت کرے اور مقتدی تہجد کی، تو مقتدی کی نماز درست ہے یا نہیں؟

14......امام تہجد کی نیت کرے اور مقتدی تراویح کی، تو مقتدی کی نماز درست ہے یا نہیں؟

15......امام نے تراویح کی نیت کی، مقتدیوں میں سے بعض نے تراویح کی، بعض نے تہجد کی اور بعض نے وتروں کی نیت کی، کس کی نماز درست ہے اور کس کی فاسد ہے؟

16......غیر مقلدین ہمیشہ ''آٹھ رکعات تراویح'' کے اشتہار شائع کرتے ہیں۔ کیا کبھی یہ